یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخکو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۰ نمبر ۱

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

صفر المظفر ۱۳۳۳ھ
مطابق جنوری ۱۹۱۵ء

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے ۸ غیر ممالک سے عہ

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام صاحب پبلشر نے شائع کیا

وی پی آتے ہیں؟

تمام خریدارانِ تشحیذ کی خدمت میں ۱۹۱۵ء کا پیشگی چندہ وصول کرنے کے لئے حسب معمول فروری کا پرچہ ۳۰ جنوری کو وی۔پی کیا جائے گا۔ اور جن صاحبوں نے ۱۹۱۴ء کا چندہ نہیں دیا۔ ان کے نام بھی پرچہ بقایا وصول کرنے کے لئے وی۔پی ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ خوش معاملہ خریداران تشحیذ وی۔پی وصول فرمالیں گے۔ اور جو صاحب لینے کے لئے تیار نہ ہوں۔ وہ پہلے ہی سے اطلاع فرمادیں گے۔ رسالہ کو وقت پر بدستور آب وتاب کے ساتھ چلانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کا چندہ پیشگی وصول ہو جائے ڈیڑھ ہزار کے قریب بقایا ہے۔ جو احباب نے ادا نہیں کیا۔ اور اس کا اثر اس سال کارخانہ پر پڑا ہے۔ رسالہ کو بہتر و عمدہ مفید بنانے کے لئے ہر ممکن تدبیر سے کام لیا جا رہا ہے۔ پہلے حجم ۴۰ سے ۴۸ صفحے کیا تھا۔ اب بجائے ۲۱ سطر کے ۲۳ سطر فی صفحہ کر دی ہیں۔ جس سے رسالہ کا حجم ۵۶ صفحے ہو جائے گا۔ چھپوائی اور کاغذ سوائے کے قریب مہنگا پڑ رہا ہے۔ اب احباب اگر چندہ وقت پر ادا نہ کریں۔ تو پھر اس کا جاری رہنا مشکل ہے۔ اسلئے امید کہ کوئی صاحب وی۔پی واپس نہ فرمائیں گے۔

فروری کے تشحیذ میں نبوۃ پر ایک نادر مضمون

حضرت اقدس کی تمام کتب تمام تحریروں میں نبوۃ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ان کا انتخاب شدہ ایک فیصلہ کن مضمون فروری کے تشحیذ میں ہوگا۔ جس کے ۶۵ عنوان ہونگے اور جو مسیح موعود کی نبوت کے متعلق سب سے مکمل اور پھر گویا سب سے آخری مضمون ہوگا احباب وی۔پی ضرور وصول کرلیں۔ بلکہ جس قدر اسکی زیادہ کاپیاں مطلوب ہوں تقسیم کرنے کے لئے اطلاع دیں۔ تاکہ اتنا رسالہ زیادہ چھپوایا جائے۔

مینجر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۵ء

فتویٰ شریعت غرّاء
اور
معتقدات حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء

میرے سامنے ایک فتویٰ "شریعت غرّا" پڑا ہے جو بحسب فرمائش جمیع مسلمانان وزیر آباد (معلوم نہیں امیر، ..... بھی شامل ہیں یا نہیں ..... تو بہر حال ان جمیع مسلمانان ..... کو اپنی طرح مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ اور ایسے تنگ دل نہیں کہ اپنے دو چار گھروں کے سوا کسی کو مسلمان ہی نہ سمجھیں) تیار ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ نقل کرنا میرے لئے سخت دشوار ہے تاہم اپنے رسالہ کے ناظرین کو مطلع کرنا بھی ضروری ہے۔ سو میں اس حالت میں کہ میرا دل بریاں میری آنکھیں گریاں میرے ہاتھ لرزاں ہیں۔ یہ فقرہ نقل کئے دیتا ہوں۔

"قادیانی خنزیر مسیلمہ کذّاب قادیان میں رہتا ہے مفتری زندیق مردود۔ کافر ابلیس لعنت اللہ علیہ۔ زندیق کی توبہ قبول نہیں۔ شریعت محمدیہ میں واجب القتل ہے۔" (صفحہ ۵)

آہ! یہ حالت ہے امت محمدیہ کے علماء کی۔ اور یہ ہیں ہمارے محافظان اسلام ملت بیضاء اور یہ ہیں انکے اخلاق۔ اب کوئی نہیں سمجھائے تو کیا سمجھائے۔ البتہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ فتویٰ گاؤں بہ گاؤں تقسیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اسپر اصحاب ۱۱ احباب کے ذریعہ علماء ہند و پنجاب نے تصدیق کی ہے کس جرم میں؟ اس جرم میں کہ کیوں اس برگزیدۂ بارگاہِ کبریائی نے اسلام کو ایسی نازک حالت میں سنبھالا اور کیوں اسکی تائید و نصرت میں اپنی جان و مال کو لگا دیا۔

بہر حال میں ان عقائد ہاں بقول "علمائے دین و مفتیان شرع متین" عقاید کفریہ کو نقل کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ان کی اصلیت کو بھی کھولے دیتا ہوں۔ تا وہ جو خدا تعالےٰ اور یوم الآخرۃ میں اسکے حضور حاضر ہونے سے ڈرتے ہیں۔ کسی قسم کی غلط فہمی سے بچے رہیں۔

پہلا اعتراض۔ عیسےٰ علیہ السلام یوسف نجّار کے بیٹے تھے (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳)

جواب۔ ہینے صفحہ ۳۰۳ بغور دیکھا ہے اس میں مطلقاً یہ الفاظ نہیں جو اس دیانت دار مفتی نے نقل کئے ہیں البتہ یہ الفاظ ہیں۔

"کیونکہ حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے"

اس عبارت میں باپ کا لفظ بطور مجاز و عرف عام استعمال ہوا ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح کا بے باپ پیدا ہونا اپنے عقائد میں لکھا ہے۔ پس وہ محکم ہے۔ اور جو اس کے خلاف کہیں سے اشارہ ملے۔ وہ متشابہ کے حکم میں ہے اور اہل حق کا یہ قاعدہ ہے کہ متشابہ کو محکم کے تابع کرتے ہیں ہاں جن کے دلوں میں زیغ ہے وہ متشابہ کو اٹھا لیتے ہیں اور محکم کو پس پشت ڈال دیتے ہیں چنانچہ فرمایا قرآن مجید میں فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ (آل عمران ع ۱)

اب حضرت مسیح موعود کا محکم بیان پڑھئے جو مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰ سے نقل کیا جاتا ہے

"ومن عقایدنا ان عیسےٰ ویحییٰ قد ولدا علی طریق خرق العادۃ

اور ہمارے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ عیسیٰ اور یحییٰ خرق العادۃ طور پر پیدا ہوئے"

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

"فاول ما نفعل لھذہ الارادۃ ھو خلق عیسیٰ من غیراب بقدرۃ المجردۃ"۔

پس پہلا کام جو اللہ نے اس ارادہ کے لئے کیا وہ یہ ہے کہ عیسیٰ کو بغیر باپ کے اپنی یکتا قدرت سے پیدا کیا"۔

پھر لکھتے ہیں۔

"وکون عیسٰے من غیراب وبلا ولد دلیل علےٰ ما مرّ بالدلالۃ القاطعۃ"

اور عیسےٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا نشان ہے اسپر جو دلالت قاطعہ سے گزرا۔

پھر فرماتے ہیں۔

"کان تولد یحییٰ من دون مس قوی البشریۃ وکذلک تولد عیسٰے من دون الاب"

یحییٰ بدوں قویٰ البشریہ کے مس کے پیدا ہوئے اور اسی طرح عیسےٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

پھر تنبیہ کی ہے۔

"یقولون ان عیسیٰ تولد من نطفۃ یوسف ابیہ وکلا یفھمون الحقیقۃ من الجھلات"

کہتے ہیں کہ عیسےٰ یوسف اپنے باپ کے نطفے سے پیدا ہوا۔ اور حقیقت کو جہالت سے نہیں سمجھتے۔

(کیا اس فقرے کو پڑھکر بھی یہ خیال دل میں رہ سکتا ہے کہ جہاں حضور نے اس کتاب کی تحریر سے دس بارہ سال قبل فرمایا کہ اپنے باپ یوسف وہاں باپ سے یہ مراد ہے کہ عیسیٰ یوسف کے نطفے سے تھے اور باپ نہیں تھے۔)

پھر اخیر میں بڑے زور سے بیان کیا ہے کہ

اما نحن فنؤمن بکمال قدرۃ اللہ الا علی × × × × فای

عجب یاخذ کم من خلق عیسیٰ یا فتیان"۔

ہم اللہ کی کمال قدرت پر ایمان لاتے ہیں یعنی عیسے کو بغیر باپ کے پیدا کیا) پس عیسیٰ کے بے باپ پیدا ہونے سے تمہیں اے جوانو! کیوں تعجّب ہے؟

پھر عیسے کا باپ ماننے والوں سے سخت بیزاری کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

"والذین ینکرونہا فما قدروا اللہ حق القدر"

جو لوگ اس (بے باپ پیدائش) سے انکار کرتے ہیں انہوں نے اللہ کی قدر کو جیسا کہ اسکا حق ہے نہیں جانا۔

یہ عربی عبارت ہے اب میں الحکم ۲۴ رجون سنہ ۱۹۰۱ء سے مفصّلہ ذیل الفاظ آپ کے نقل کرتا ہوں۔

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہے ایسے لوگوں کا خدا مُردہ خدا ہے اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔"

اسپر خدا کے لئے ہمارے ناخدا ترس مفتی غور فرمائیں اور اپنے اس الزام کو واپس لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کا یہ مذہب تھا کہ عیسے علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا تھا۔ چونکہ مسیح ابن مریم کا باپ کوئی نہ تھا۔ اور وہ یوسف کی تحویل میں تھے جیسا کہ اناجیل سے ثابت ہے اسلئے عام لوگ یوسف کو ان کا باپ کہتے تھے۔ اور اسی عرف کے لحاظ سے حضرت اقدس نے یہ فقرہ لکھا جو اوپر نقل ہوا۔ مگر یہ نہیں فرمایا جو اس بیباک مفتی نے لکھدیا کہ عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ پھر یہ بات بھی علمائے اصول میں مسلّمہ ہے کہ آخری قول معتبر ہوتا ہے۔ پس ازالہ اوہام سے بارہ چودہ سال بعد کی تصنیف مواہب الرحمٰن ہے۔ جس سے میں نے آپ کے عقائد نقل کئے۔ اخیر میں یہ کہدینا بھی ضروری ہے کہ علمائے اسلام میں سے کئی ایسے ہیں جو مسیح کا باپ مانتے ہیں۔ اور ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگا۔ خود آپکی تفسیروں میں ایسے لوگوں کا

ذکر ہے۔

دوسرا اعتراض۔ حضرت یسوع مسیح کی نسبت لکھا ہے (یہاں کچھ ناواجب الفاظ لکھے ہیں)

جواب۔ اول سب سے پہلے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ الفاظ آپ نے استعمال بھی کئے ہیں۔ اصل حوالہ کو کھولکر دیکھئے یعنے انجام آتھم کے صفحہ ۳ تا ۷ تو اس میں یہ الفاظ اس طرز میں نہیں جس میں "مفتی" نے نقل کئے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے "شریر مکار آپ نے اس شخص کے لئے لکھا ہے۔ "جس نے یہ مشہور کیا۔ کہ میں ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ (صفحہ ۵ ضمیمہ انجام آتھم)

دوم۔ یہ کہ آپ کے یہ الفاظ (قطع نظر اس سے کہ وہ صراحتاً نہیں جیسا کہ مفتی نے ظاہر کیا ہے) اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ آپ نے صرف اپنے مخاطب (پادری) کی مسلمہ کتب سے بعض واقعات کو نقل کر دیا۔ اور اس طرح پر گویا اسے نادم اور اپنی غلطی پر متنبہ کیا ہے۔ کہ تمہاری کتب الہٰی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ان میں جو واقعات ہیں۔ اگر وہ بیان کئے جاویں۔ تو اس سے تمہارے سردار کی ہتک لازم آتی ہے۔

سوم۔ یہ باتیں جو حضرت اقدس نے درج کیں۔ یہ الزامی ہیں۔ اور اس شخص کے جواب میں ہیں۔ جس نے حضرت سرور کائنات سید المعصومین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ "زانی" لکھا۔ چنانچہ آپ صفحہ ۳ کے حاشیہ کو ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں

"فتح مسیح نام نے × × × ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے
× × × × × × × × × × × × کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے
ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا × × ×
× × × چنانچہ اسی × × فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے
نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے
علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں"

پس جن حالات میں آپ نے اس قسم کی عبارت لکھی ہے اسکو بھی مدنظر رکھنا چاہئیے

چہارم۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے۔ حضرت مسیح ابن مریم کے بارے میں ہرگز ہرگز نہیں

لکھا۔ بلکہ وہ ایک فرضی وجود کا ذکر ہے جس کے اوصاف یہ تھے۔ جو آپ نے صفحہ ۹ پر اسی عبارت زیر بحث کے بارے میں لکھے ہیں۔

پس ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ ایسا شخص کوئی اس دنیا میں نہیں آیا۔ جس نے خدا کے سچے نبیوں کو چور کہا ہو۔ اور خاتم الانبیاء کو جھوٹا۔ اور خدائی کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو۔ پس وہ عبارت اس فرضی وجود کے بارے میں ہے جس کا بعض لوگ غلطی سے ادعا کر رہے ہیں۔ مریم کے بیٹے جناب **مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات ان تمام عقاید سے بالکل پاک تھی**۔ اور وہ خدا کے نہایت برگزیدہ راستباز و وجیہا فی الدنیا والآخرۃ نبی تھے۔ ان کی شان میں کسی قسم کا ہتک آمیز لفظ ہمارے نزدیک کفر ہے۔ اور یہی مذہب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا تھا۔

پنجم۔ حضرت اقدس نے براہین احمدیہ میں اور دیگر کتب میں لکھا ہے کہ میں اور ابن مریم ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ پس کیا آپ ابن مریم کے بارے میں کوئی بُرا لفظ کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ آپ خود اسی جوہر کا ایک ٹکڑا بنتے ہیں اور آپ کو اسکے مثیل ہونے کا دعویٰ ہے۔ اگر آپ مسیح ابن مریم کو بُرا کہیں۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ بلحاظ اسکا مثیل ہونے کے خود بھی ویسے ہیں۔ پس اس حکم دلیل سے بھی ثابت ہُوا۔ کہ آپ کی وہ عبارت صرف مسلمات خصم کی بنا پر اسکی غلطی کو واضح کرنے کے لئے اسی کی مسلمہ کتاب سے نقل کر دی گئی ہے اور آپ کا اپنا اعتقاد ہرگز یہ نہیں تھا۔

ششم۔ ہم انبیاء کو ہر قسم کے گناہ سے پاک سمجھتے ہیں۔ پس جب مسیح بن مریم کو نبی ماننا ہمارے عقائد میں داخل ہے تو اسکے بارے میں یہ الفاظ جو "مفتی" نے نقل کئے ہیں۔ کیونکر استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ازالۂ اوہام مطبوعہ ۱۳۰۸ھ صفحہ ۳۲۲

"خدا تعالےٰ نے مسیح بن مریم کو بنی اسرائیل کے نبیوں کا خاتم الانبیاء کر کے بھیجا۔"

تیسرا اعتراض۔ انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں ازالہ ۶۲۸ - ۶۲۹

الجواب۔ ایک چھوٹے سے فقرے کے لئے دو صفحوں کا حوالہ دینا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ "مفتی" کو خواہ مخواہ الزام دینا مقصود ہے اور وہ کسی عبارت سے اپنے مقصود کے موافق مطلب نکالنا چاہتا ہے ورنہ حوالہ یوں دیتا کہ دیکھو صفحہ فلاں سطر فلاں۔ اب ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۸ تا ۶۲۹

ملاحظہ کیا جائے تو اس میں یہ لفظ ہرگز نہیں ملتے۔ کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ البتہ وہاں اور ہی بات ہے وہ یہ کہ۔ میاں عبدالحق صاحب غزنوی اور مولوی محی الدین صاحب لکھو کے والے اس عاجز (یعنی مسیح موعود حضرت مرزا صاحب) کے حق میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ اسپر حضرت اقدس لکھتے ہیں۔ کہ ہم اس جگہ ان صاحبوں کے الہامات کی نسبت کچھ زیادہ لکھنا ضروری نہیں سمجھتے۔ صرف اسقدر تحریر کرنا کافی ہے کہ الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی × × × × پھر آگے چل کر تشریح فرمائی ہے کہ جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے استکشاف کے لئے بطور استخارہ توجہ کرتا ہے تو شیطان اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کے سچے انبیاء و مرسلین کی وحی میں اس قسم کی آرزو کے نہ ہونے اور شاذ و نادر ہو جانے کی صورت[لہ] میں بلاتوقف نکال دئے جانے کا ذکر کرتے ہیں۔ انجیل کا حوالہ دیا ہے کہ اس میں لکھا ہے۔ کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آجاتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کی مثال مجموعہ تورات سلاطین اول باب بائیس آیت ۱۹ سے نقل کی ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اسکی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی۔ اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔ اسکا سبب یہ تھا۔ کہ در اصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ نوری فرشتے کی طرف سے نہیں تھا۔ اور ان نبیوں نے دھوکہ کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا (دیکھو ازالہ طبع اول صفحہ ۶۲۹) صاف ظاہر ہے کہ یہاں آپ نے ربانی الہام اور اللہ کے کامل اور سچے نبیوں کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ آپ تو یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ الہام شیطانی بھی ہوتا ہے۔ اور اللہ کے سچے نبیوں کے مقابل میں جھوٹے نبی بھی اٹھتے ہیں۔ جو غیب کی خبریں دینے کے مدعی ہوتے ہیں (مثلاً نجومی، کاہن رمال) مگر آخر جھوٹے نکلتے ہیں۔ چنانچہ ایک بادشاہ کے وقت میں ایسا ہوا۔ کہ بعض غیب کی خبریں دینے کے مدعی لوگوں نے فتح کی پیشگوئی کی مگر وہ جھوٹے نکلے کیوں جھوٹے نکلے اسلئے کہ وہ الہام ربانی نہ تھا۔ اور اللہ کے نوری فرشتے کی طرف سے نہ تھا۔ جو خدا کے سچے نبیوں پر نازل ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ اور اس کا ذکر کرنے سے آپ کا

لہ اسپر تمام مفسرین کا اتفاق ہے بلکہ بعض ظالموں نے تو رسول کریم کی وحی میں اس دخل کو تسلیم کیا ہے۔

مقصود یہ ہے کہ اے مجھے جہنمی کہنے والو! تمہارا الہام شیطانی ہے کیونکہ اس کے منجانب اللہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ سو بڑی اور بھاری نشانی میاں محی الدین اور میاں عبد الحق کے شیطانی الہام کی یہ نکل آئی۔ کہ ان کے اس خیال کا قرآن شریف مکذب ہے پس یہاں انبیاء علیہم السلام کے جھوٹے نکلنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو صاحب الہام غیب کی خبریں دینے کی مدعی ہوتے ہیں۔ اور عبرانی میں نبی کہلاتے ہیں۔ اور انپر شیطانی القاء ہوتا ہے۔ چنانچہ سلاطین باب ۱۸ و ۲۲ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ وہ نبی اللہ کے کامل اور سچے نبی نہ تھے۔ بلکہ بعل بت کے پجاری تھے جو نبی کہلاتے تھے۔ اور حضرت اقدس نے نبی کا لفظ تورات سے نقل کیا۔ دیکھو بائبل۔ سلاطین ۱۔ باب ۱۸۔ اب تو لوگ بھیج اور سارے اسرائیل کو اور بعل کے ساڑھے چار سو نبیوں کو اور گھنے باغوں کے چار سو بیٹوں کو جو ایزبیل کے دستر خوان پر کھاتے ہیں۔ کوہ کرمل پر میرے پاس اکٹھا کر۔ اور ایلیاہ نے لوگوں کے درمیان آکر کہا کہ تم کب تک۔۔ دو فکروں میں لٹکے رہو گے۔ اگر خداوند خدا ہے۔ تو اسکے پیرو ہو × × × × تب ایلیاہ نے ان لوگوں سے کہا کہ خداوند کے نبیوں میں سے ہیں ہاں میں ہی اکیلا باقی ہوں پر بعل کے نبی چار سو پچاس آدمی ہیں۔ پھر دیکھو باب ۲۲ تب شاہ اسرائیل نے اس روز نبیوں کو جو قریب چار سو آدمی کے تھے (یہ امر قابل غور ہے کہ ایک وقت میں کبھی چار سو نبی اللہ کا مبعوث نہیں ہوا۔ پس مراد یہاں بعل کے کاہنوں سے ہے۔ جو نبی کہلاتے تھے۔ جیسا کہ پیچھے گزرا) اکٹھا کیا اور ان سے پوچھا۔ میں رامات جلعاد پر لڑنے چڑھوں۔ یا اس سے باز رہوں وے بولے چڑھ جا۔ کہ خداوند اسے بادشاہ کے قبضے میں کرے گا۔ پھر یہوسفط بولا کیے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے (اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ کاہنوں اور بعل کے نبیوں سے پوچھ کر پھر وہ خداوند کے نبی کی طرف متوجہ ہوا) وہ آیا۔ اور اُسنے کہا۔ میں نے سارے اسرائیل کو ان بھیڑوں کی مانند ہے جو بے چوپان ہیں پہاڑوں پر بھٹکتے ہوئے دیکھا۔ دیکھو یہ بھی سچی پیشگوئی چنانچہ اسی کے مطابق ایک شخص نے تیر چلایا۔ اور وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کو لگا۔ اور بادشاہ شام ہوتے ہوتے

مرگیا۔" (سلاطین ۱ باب ۲۲)

اور بعلی نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حضرت اقدس اپنے جہنمی کہنے والے کو کہتے ہیں۔ تم بھی سچے ملہم کے مقابل ایسے جھوٹے ملہم اور نبی ہو۔ پس اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہوگی۔ کہ آپ نے ہرگز نہیں فرمایا انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت مسیح موعود کو خود بھی نبی ہونے کا دعوےٰ ہے۔ پس آپ یہ فقرہ کہیں تو خود بھی جھوٹے بنتے ہیں اور یہ محال ہے پس یہ بھی قرینہ بلکہ دلیل قاطع ہے۔ اس بات پر کہ آپ کا یہ عقیدہ نہیں جس کی بنا پر مفتی صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا۔

چوتھا اعتراض۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔

الجواب۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ اتنا بڑا افترا صفحہ ۶۸۸ تا ۶۸۹ ازالہ اوہام کا پڑھ جائیے۔ اس میں آپ ہرگز یہ الفاظ یہ فقرہ نہیں پائینگے۔ اور آپ اس امام الانبیاء کی وحی کو کیونکر غلط کہنے لگے جس کی غلامی کی نسبت آپ ہمیشہ اپنے لئے سرمایۂ افتخار سمجھتے ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے + جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

آپ تو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کی نسبت مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے عقیدہ کو ظاہر فرماتے ہیں۔ دیکھو توضیح مرام صـ ۱۲

"وہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رأی مارای کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسانِ کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہوگیا ہے × × ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ اور ارفع مرتبہ وحی کا اسکو عطا ہوا × × یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔"

پس یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ آپ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کو غلط لکھیں۔ چنانچہ اصل حوالہ کو دیکھنے سے مندرجہ الفاظ ملتے ہیں۔

انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو و خطا ہے مثلاً اس خواب کی بنا پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو بعض مومنوں کے لئے ابتلاء کا موجب ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل در منزل طے کر کے اس بلدۂ مبارکہ تک پہنچے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا۔ اور اس وقت اس رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امید پر یہ سفر کیا تھا کہ اب کے سفر میں طواف میسر آجائیگا اور بلاشبہ رسول اللہ کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اسپر متنبہ نہیں کیا گیا تھا۔ تبھی تو خدا جانے کتنی دیر تک مصائب سفر اٹھا کر مکہ معظمہ میں پہنچے۔ اگر راہ میں متنبہ کیا جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور مدینہ میں واپس آجاتے۔" (ازالہ صفحہ ۶۶۸ طبع اول)

اب ایک تاریخی واقعہ ہے اور تمام مفسرین نے اسکو بیان کیا ہے چنانچہ مولوی محمد حسن صاحب اپنی تفسیر غایۃ البرہان میں لکھتے ہیں صفحہ ۵۰۸ خم ۲۶ سورۃ الفتح

"چھٹے سال ہجرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ مکہ میں ہم عمرہ کے لئے گئے ہیں اور حلق کیا ہے اور صحابہؓ سے فرمایا کہ تم داخل ہوگے مکہ میں اگر خدا نے چاہا امن والے ہو کر سر منڈواتے اور ترشوانے والے × × × × پس خود صحابہ کے ساتھ سوائے شمشیر کے دوسرے ہتھیار کے بغیر مکہ کو روانہ ہوئے × × × × اور اہل مکہ کے پندرہ سو آدمی یہ خبر سن کر مسلح ہو گئے اور انہوں نے عروہ بن مسعود کو حال کے دریافت کے لئے بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ کے قصد پر آیا ہوں نہ جنگ کے لئے لیکن انہوں نے مکہ میں آنے کی اجازت نہ دی × × × اہل مکہ نے سہیل بن عمرو کو صلح کے لئے بھیجا اور صلح اسپر ٹھہری کہ اگلے سال عمرہ کی اجازت نبی کو ہوگی جو تعبیر خواب کا منشا تھا × × اور عمر فاروق رضؓ نے جوش اسلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نبی ہیں ہاں کیا آپ نے نہ فرمایا تھا کہ اس سال مکہ میں ہم داخل ہوں گے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم نے اسی امید پر سفر کیا تھا۔ صرف خود بلکہ بہت سے صحابہ کو ساتھ لیا کہ اسی کے سفر میں طواف میسر آجائیگا۔ مگر منشاء الٰہی یہ نہ تھا اور اس وحی کے اصل معنی سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہوگئی۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وحی غلط نکلی۔ خواب جو بمنزلہ وحی تھا وہ تو بالکل سچا نکلا مگر اس کے لئے جو وقت سمجھ لیا گیا تھا وہ صحیح نہ تھا۔ اور یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ بلکہ جیسا کہ میں نے ثابت کیا۔ خود مفسرین نے اسے بڑے وثوق کیساتھ لکھا۔ اسی طرح کی تین اور مثالیں حضرت اقدس نے بیان کی ہیں۔

ایک یہ کہ آپ نے فرمایا وفات کے بعد سب سے پہلے مجھے لمبے ہاتھوں والی بی بی ملے گی (اسرعکن لحوقًا اطولکن یدًا) اسپر سب بیبیوں نے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے آپ نے منع نہ فرمایا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سخی مراد تھی۔ دوم یہ کہ حضرت عمر رضہ نے قسم کھاکر بیان کیا۔ کہ ابن صیاد دجّال ہے آپ نے اسکی تردید نہیں فرمائی (دیکھو مشکوٰۃ باب قصہ ابن صیاد قال انی سمعت عمر یحلف علی ذالک عند النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم فلم ینکرہ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم متفق علیہ)

سوم یہ کہ فذھب وھلی الی انہ الیمامۃ او الھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب ہجرت کا مقام دکھایا گیا۔ تو آپ (علیہ الصلوٰۃ) فرماتے ہیں کہ میں سمجھا وہ یمامہ یا ہجر ہے۔ مگر مدینہ یثرب نکلا۔ اس پر حضور مسیح موعود نے لکھا ہے۔ صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا۔ غلط نکلا (صفحہ ۶۸۹ ازالہ) دیکھئے صاف اجتہاد سے جو محل و مصداق سمجھا تھا۔ اسپر غلط نکلا لکھا ہے نہ کہ وحی الٰہی پر اور یہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے اپنے منہ بولے الفاظ سے ثابت ہے کہ آپ نے جو محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔ پس حضرت مرزا صاحب پر اسکا الزام نہیں آسکتا۔ آگے چل کر آپ نے اس بات کو اور بھی واضح کیا ہے کہ وحی غلط نہیں نکلی۔ بلکہ اجتہاد غلط نکلا چنانچہ صفحہ ۶۹۰ ازالہ اوہام پر فرماتے ہیں۔

بہر حال ان تمام باتوں سے یقینی طور پر یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کی تاویل اور تعبیر میں انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہیں جس قدر الفاظ وحی کے ہوتے ہیں

وہ تو بلاشبہ اول درجے کے سچے ہوتے ہیں (مفتی مکفر اسے نوٹ کرے) مگر نبیوں کی عادت ہوتی ہے کہ کبھی اجتہادی طور پر بھی اپنی طرف سے انکی کسی قدر تفصیل کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ انسان ہیں اسلئے تفسیر میں کبھی احتمال خطا کا ہوتا ہے لیکن امور دینیہ ایمانیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی۔"

امید ہے کہ اب معترض کی تسلی ہوگئی ہوگی نہیں ہوئی تو وہ سن لے کہ قرآن مجید میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں جیسے حضرت نوح ؑ کو وحی ہوئی۔

قلنا احمل فیها من کل زوجین اثنین واهلك الا من سبق علیه القول ومن امن (پ ۱۲۔ ھود ع ۴)

آپ اهلك وحی کے معنے صحیح نہیں سمجھے جبھی عرض کیا ونادی نوح ربه فقال رب ان ابنی من اهلی وان وعدك الحق وانت احکم الحاکمین۔ دیکھئے حضرت نوح ؑ کس وثوق سے ان ابنی من اهلی اور ان وعدك الحق عرض کر رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے کو اهلك میں سمجھتے تھے مگر ارشاد ربانی ہوا۔ کہ اس وحی الہی کے سمجھنے میں تیری اجتہادی غلطی ہے۔ انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح۔ تب جاکر حضرت نوح کو الا من سبق علیه القول استثناء اور اهلك کے صحیح معنے سمجھ میں آئے۔

چھٹا اعتراض ۔ حضرت جبریل علیہ السلام کسی نبی کے پاس زمین پر نہیں آئے۔

الجواب ۔ اسکے لئے معترض نے توضیح مرام ۶۸ - ۸۵۷ کا حوالہ دیا ہے توضیح مرام ۴۰ صفحے کا رسالہ ہے اس میں یہ صفحے ہی نہیں مگر بہر حال میں تمام توضیح مرام کی ورق گردانی کرکے جواب عرض کرتا ہوں کہ اگر حضرت اقدس نے جبریل کے بذاتہ زمین پر نہ آنے سے انکار کیا تو معلوم نہیں اس میں کیا کفر لازم آگیا۔ جبریل کے نزول سے تو حضرت اقدس ہرگز منکر نہیں۔ بلکہ فرماتے ہیں۔

تیسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی کلام کا ظہور ہو۔ تو ہوا کی طرح موج میں آکر اس کلام کو دل کے کانوں تک پہنچا دیتا ہے۔ یا روشنی کے

پیرایہ میں افروختہ ہو کر اسکو نظر کے سامنے کر دیتا ہے" (توضیح صفحہ ۳۷)

ہاں نزول سے یہ مراد نہیں کہ وہ بذاتہ آئے اور یہ تمام علماء کا مسلمہ مسئلہ ہے مثلاً اللہ تعالےٰ کے بارے میں حدیث ہے کہ اللہ تعالےٰ پچھلی رات یا شب نصف شعبان سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے۔

اور قرآن مجید میں ہے جاء ربک صفا صفا تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش عظیم سے اتر کر نیچے آسمان پر آجاتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی وقت میں ہر جگہ پر محیط ہے پس فرشتے بھی اترتے ہیں اور ضرور اترتے ہیں۔ مگر اپنے تمثل کے ساتھ۔ بذاتہم و بشخصہم اتریں تو ہر کام سرانجام ہی نہیں پا سکتے۔ چنانچہ آپ نے ایک نہایت مضبوط دلیل فرمائی ہے۔

"محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں۔ اور یہ خیال بہ بداہت باطل بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہ بھی ضرور ہوتا۔ کہ ملائک اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنے اصل وجود کے ساتھ زمین پر اترا کرتے۔ تو پھر ان سے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایت درجہ محال تھا مثل فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزارہا ایسے لوگوں کی جانیں نکالتا ہے جو مختلف بلاد امصار میں ایک دوسرے سے ہزاروں کوسوں کے فاصلے پر رہتے ہیں۔ اگر ہر یک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کہ اول پیروں سے چل کر اسکے ملک اور شہر اور گھر میں جاوے۔ اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اسکو موقعہ ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینے کی مہلت بھی کافی نہیں ہو سکتی × × × پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اسکی گرمی و روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیات سماویہ (جنہیں) موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا لقب دیں۔ اور درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے اور بحکمت کاملہ خداوند تعالےٰ زمین کی ہر یک مستعد چیز کو اسکے کمال تک پہنچانے کے لئے یہ روحانیات خدمت میں لگے ہوئے ہیں"

(توضیح مرام صفحہ ۱۵-۱۶)

اب جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ اس زبردست دلیل کو رد کرے پھر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت کرے کہ فرشتے بشخصہم وبذاتہم نیچے اترتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ خصم کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں۔ اور ہمارے پاس اس عبارت کی تائید میں بہت سے دلائل ہیں دیکھو قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وما منا الا له مقام معلوم۔ پارہ ۲۳ سورہ صٰفّٰت ع ۵۔ اور ہم فرشتوں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس کے لئے مقرر ٹھہرنے کی جگہ نہ ہو۔ پھر ارشاد ہوتا ہے ولو انزلنا ملكا لقضى الامر انعام ۱ اگر ہم فرشتے اتاریں تو پھر فیصلہ ہی ہو جائے۔ اور فرمایا یوم یرون الملئکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین جس دن ملائکہ کو دیکھینگے اسی دن مجرموں کے لئے بشارت نہیں۔

پس یہ آیات ثابت کرتی ہیں کہ فرشتے زمین پر جو دیکھے جاتے ہیں تو وہ ان کا تمثل ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے بروایت عائشہ صدیقہ۔ قال رسول اللہ صلعم ما من السماء موضع قدم الا علیه ملك ساجد او قائم (آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ حالت سجدہ یا قیام میں نہ ہو) اور امام شعرانی فرماتے ہیں۔ فمن حیث نظرا هم الی من ینزلون الیه قال تنزل الملئکۃ ومن حیث انهم فی نزولهم اصحاب عروج قال تعرج الملئکۃ۔ یعنی نیچے توجہ کرنے کی حیثیت سے بولا جاتا ہے تنزل الملئکۃ اور بوجہ توجہ الی الحق کے بولا جاتا ہے کہ تعرج الملئکۃ۔ اور شیخ اکبر اپنی فتوحات میں لکھتے ہیں ان جمیع النجوم والشمس والقمر مراکب للملئکۃ وجعل لکل ملك نجما هو مرکب له۔ یعنی تمام تارے۔ چاند۔ سورج ملائکہ کے مراکب ہیں۔ اور ہر ملک کے لئے ایک نجم ہے۔ یہی بات ہے جو حضرت اقدس نے تحریر فرمائی ہے ہمیں تو اس میں کوئی کفر کی بات معلوم نہیں ہوتی جو کچھ فرمایا عین قرآن وحدیث واقوال ائمہ وصوفیاء سلف کے مطابق ہے

پانچواں اعتراض صفحہ ۷۴۳ تا ۷۵۰ ازالہ اوہام قرآن مجید میں جو معجزات ہیں۔ وہ سب مسمریزم ہیں

الجواب۔ اُف! اسقدر بڑا افترا۔ میں معزز ناظرین رسالہ ہذا کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ وہ ضرور ازالہ اوہام کے صفحات محولہ کو ملاحظہ کریں۔ ان میں ہرگز ہرگز یہ فقرہ نہیں ہے معجزات کی نسبت تو ہمارا اور ہمارے امام کا جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ سے معجزات انبیاء سابقین آنچہ در قرآن بیانش،

بایقین - برہمہ ازجان و دل ایمان ماست - ہرکہ انکار سے کنند از اشقیاست -

اب میں اصل الفاظ کو دکھاتا ہوں جن سے معترض نے معجزات کے مسمریزم ہونے کا استدلال کیا ہے وہ یہ کہ حضرت مسیح کی وفات ثابت کرکے پھر آپ نے لکھا ہے کہ مردے زندہ ہوکر دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتے۔ پھر اس پر آپ نے ایک وہم کا ازالہ کیا ہے جو بعض لوگ نادانی سے پیش کرتے ہیں۔ اذ قتلتم نفسًا فادّراتم فیھا واللہ مخرج ماکنتم تکتمون۔ اب اس آیت میں نہ تو گائے کے گوشت کا ذکر ہے اور نہ مردے سے اسکے ٹکرانے کا۔ اور نہ مردے کے زندہ ہونے کا۔ مفسرین نے خود بخود ایک قصہ گھڑلیا ہے۔ جس کا نہ قرآن مجید میں ذکر ہے نہ احادیث صحیحہ میں حضرت اقدس نے انکو سمجھایا ہے۔ کہ اگر ایسی صورت تسلیم بھی کرلی جائے۔ تو اسکی اصلیت صرف اتنی ہوسکتی ہے۔

"تم ایک گائے کو ذبح کرکے اسکی بوٹیاں اس کی لاش پر مارو۔ اور وہ تمام اشخاص جن پر شبہ ہے۔ ان بوٹیوں کو نوبت بہ نوبت اس لاش پر ماریں۔ تب اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو لاش سے ایسے حرکات صادر ہونگی۔ جس سے خونی پکڑا جائے" (صفحہ ۲۷۹)

پھر لکھا ہے۔

"اب اس قصے سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا × × × اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق علم عمل الترب یعنے مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔ جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات میں ایک حرکت مشابہ بحرکت حیوانات پیدا ہوکر اس سے بعض مشتبہ اور مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے ہمیں چاہیئے کہ کسی سچائی کو ضائع نہ کریں × × علم عمل الترب ایک عظیم الشان علم ہے جو طبیعی کا ایک روحانی حصہ ہے۔ جس میں بڑے بڑے خواص اور عجائبات پائے جاتے ہیں۔"

اب اس عبارت سے غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس نے ایسا طریق اختیار کیا ہے۔ جس سے دوسری قرآنی آیات و مواعید رب الکائنات کا تخلف بھی لازم نہ آئے اور معجزہ کی حد تک جو فعل ہوا ہے۔ اس سے انکار بھی نہ کیا جائے مردے کے زندہ ہونے سے آپ نے انکار کیا ہے اسلئے کہ قرآن مجید

میں ہے فیمسك التی قضٰی علیها الموت۔ پس روک لیتا ہے اسکو جس پر موت کا فتوٰی صادر ہوا اور من وراٰئھم برزخ الٰی یوم یبعثون (روز قیامت تک ان کے آگے پردہ ہے) اور حرام علٰی قریة اهلکناها انهم الیهم لا یرجعون (جس بستی کو ہم ہلاک کریں۔ ضرور ہے کہ وہ واپس نہ لوٹیں) آچکا ہے۔ پس کسی مُردے کا دوبارہ دنیا میں زندہ ہونا خلاف سنت اللہ ہے۔ پھر جو قصہ مفسرین نے بیان کیا ہے اس میں سے اتنا حصہ لے لیا ہے کہ گوشت ٹکرانے سے اس قریب المرگ شخص سے ایسی حرکات صادر ہوئیں جس سے اصل قاتل کا حال معلوم ہو گیا۔ اسے آپ نے علم علم الترب فرمایا اور اسے تسلیم کیا ہے کہ یہ ایک عظیم الشان روحانی علم ہے۔ اور علم سب اللہ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔ کسبی طور سے حاصل ہوں تو وہ فن ہیں وھبی ہوں تو معجزہ مثلاً رمل ہے یہ دانیال نبی کا معجزہ بتایا جاتا ہے اور اب ہزاروں رملی اور جفری پائے جاتے ہیں۔ پس جب وہ اللہ کے حکم کے مطابق اور اللہ کے حکم سے تھا تو معجزہ تھا۔ آپ کسی چیز کو مسمریزم کہنے سے یہ کیوں کہتے ہیں۔ کہ یہ معجزہ نہ رہا۔ جب وہ وہبی طور پر اللہ کے حکم سے ہوگا تو معجزہ ہے اور حضرت اقدس نے اس سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ مان لیا ہے۔

چھٹا اعتراض۔ چند مختلف باتیں لکھی ہیں۔ دجالؔ (صفحہ ۴۹۵-۴۹۶) دجالؔ کا گدھا ۴۹۵ یاجوج ماجوج ۳ (صفحہ ۵۰۲ تا ۵۰۸) رمضان کچھ نہیں (۵۱۳) آفتاب مغرب سے نہیں نکلیگا (صفحہ ۵۱۵) دابۃ الارض ۶۔ حضرت محمد رسول کو ابن مریم۔ دجال۔ گدھے یاجوج ماجوج دابۃ الارض کی حقیقت معلوم نہ تھی۔

الجواب۔ دجال اور اسکے گدھے یاجوج ماجوج۔ دابۃ الارض کے متعلق اس بسط سے کتب سلسلہ میں متفرق طور پر ذکر ہو چکا ہے کہ اب اسکو دہرانے کی کچھ ضرورت نہیں "مفتیان شرع متین" جب ان دلائل کا رد کریں گے ہم جواب دینگے۔ ورنہ ہم تو یہی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ نبی کریم کی کوئی پیشگوئی پوری ہو۔ مومن تو اپنے نبی کی بات مثل فلق الصبح پوری ہوتے دیکھکر سجدوں میں گرے جاتے ہیں کہ سبحٰن ربنا ان کان وعد ربنا مفعولا۔

دجال کی نسبت یہ امر قابل غور ہے کہ لغت میں اسکے معنے طائفة عظیمة تحمل المتاع للتجارة کے ہیں (یعنے ایسا گروہ جو تجارت کے لئے متاع اودھر سے ادھر لے جائے)

دوم یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا نظارہ کشف میں دیکھا جیسا کہ حدیث رائتنی اللیلۃ عند الکعبۃ الخ مالک اور احمد بن حنبل اور بخاری نے ابن عمر سے روایت کی ہے ہمکو رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے کعبہ کے نزدیک ایک رات رؤیا میں دکھلایا گیا × × × × پھر میری نظر ایک اور شخص پر پڑی۔ جس کے بال گھنگریالے ہیں اور اسکی دائیں آنکھ کانی ہے × × × میں نے پوچھا یہ کون جواب ملا کہ مسیح الدجال کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۶۔ پس دجال کے معنے علم الرؤیا کی کتب میں دیکھنے چاہئیں۔

سوم۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہیگا۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۴۳۔ اب آپ سورہ کہف کی پہلی آیات قرآن مجید سے نکالکر پڑھئے آیا اہی میں اسی گروہ کا ذکر اور رد ہے یا نہیں جس کا ذکر حضرت اقدس نے ازالہ اوہام صفحہ ۴۹۶ پر کیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ یخرج فی اٰخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین میں یختلون جمع کے صیغے اور (ب) لخلق السمٰوٰت والارض اکبر من خلق الناس میں حسب تفسیر معالم التنزیل للناس سے مراد دجال ہونے اور (ج) آخری زمانہ کے فتنے کے سب سے بڑے ہونے اور الحمد شریف میں دجال کی بجائے صرف ضالین کا لفظ پایا جانے سے اور (د) دجال کے حلیے میں شدید اختلاف اور مختلف صحیح احادیث کی موجودگی سے یہ امر روز روشن کیطرح ثابت ہوتا ہے کہ دجال کی وحدت نوعی ہے عددی نہیں۔ پس اس سے مراد ایک قوم ہی ہو سکتی ہے۔ جس پر تمام احادیث صادق آئیں۔

اور دجال کے گدھے کی نسبت عرض ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے اسے کشف میں دیکھا۔ ایک ایسی سواری جس پر لوگ بھی چڑھیں اور بار برداری بھی کی جائے۔ اس کا نام اس زمانہ کے حالات کے مطابق گدھے سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا تھا۔ سوچنے کی بات ہے کہ (ا) جس کے کانوں کے درمیان چالیس باع کا فیصلہ ہے جس کے ساتھ دو پہاڑ درخت اور پھل اور پانی کے ہیں۔ جو آگ اور پانی کے جیس سے چلے جو دن رات چلتی رہے۔ اور جس کے ایک سٹیشن سے دوسرے سٹیشن تک جہاں غیر معمولی آرام کی ضرورت ہو ایک منزل کا فاصلہ ہو۔ اور جس کی آواز دور دور

تک سُنی جائے۔ اور دن غروب ہونے تک کہیں کی کہیں جا پہنچے۔ اور ایک ہفتہ میں زمین کے گرد پھر سکے۔ سوائے ریل گاڑی کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

اور یاجوج ماجوج کے متعلق تو آپ کے مفسّرین بھی ہم سے کامل اتفاق رکھتے ہیں۔ ان کے اصل اجّ اور مجّ ہی ثابت کرتے ہیں۔ کہ آگ اور پانی سے کام لینے والی قومیں مراد ہیں۔ اور آخر وہ آدم زاد ہی ہیں۔ جیسا کہ حدیث ابو عساکر مندرجہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۹ سے ثابت ہے۔ کہ وہ یافث کی اولاد سے ہیں۔ پس آپ ان میں ایسی باتیں کیوں بناتے ہیں۔ جو انسانوں میں نہیں پائی جاتیں مثلاً کانوں کا اتنا لمبا ہونا کہ نیچے اوپر اوڑھ سکیں۔ دریاؤں کا پانی پی جانا۔ جب وہ آدم زاد ہیں تو ضرور ہے کہ یہ نشانات بطور استعارہ سمجھے جائیں۔ اور کانوں کی طوالت سے مراد دور کی خبریں حاصل کرنا ہو۔ اور دریاؤں کا پانی پی جانے سے مراد اسے تصرف میں لا کر خشک کر دینا۔ اسقدر تمہید کے بعد میں غایۃ البرہان تفسیر القرآن (جو ایک غیر احمدی مسلمہ عالم فاضل کی ہے) سے یہ سطور نقل کرتا ہوں۔

سورہ کہف صفحہ ۵۹

"یاجوج والی رُوس وتمسک وتوبل جو نسل یاجوج بن سمعیا بن یوائیل بن آردین یعقوب سے حسب فصل ۲ تاریخ ایام اول کے ہیں۔ اور توبل وتمسک ابنائے یافث سے ہیں۔ اور اس کے ساتھی یاجوج بن یافث گیلی اگال ین تاتارہ بن یافث ہیں۔"

اور سورہ انبیاء ۱۳۸ میں ہے۔

"یاجوج ماجوج کرۂ زمین سے بعد ہزار اہل اسلام نکل پڑیں × × قرآن کے مطابق یہ بعید واقعات ہوئے × × اور قیامت کا آنا واضح ہو گیا۔"

دخان کچھ نہیں

یہ آپ نے محض افترا کیا صفحہ ۵۱۳ پر تو صاف لکھا ہے

"اس جگہ دخان سے مراد قحط عظیم وشدید ہے × × آخری زمانے کے لئے بھی جو ہمارا زمانہ ہے۔ اس دخان مبین کا وعدہ تھا × اب سمجھنا چاہئے کہ یہ آخری زمانہ کا قحط جسمانی اور روحانی دونوں طور سے وقوع میں آیا۔"

باوجود اس تحریر کے آپ نے یہ کیوں لکھا کہ دخان کچھ نہیں۔ دخان ضرور ہے اور اسی طرح ظاہر ہُوا جیسے پہلے نبی کریم صلعم کے زمانہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہُوا چنانچہ پارہ ۲۵ تفسیر سورہ دخان کی ماتحت صفحہ ۴۸۴ پر غایۃ البرہان تفسیر القرآن میں لکھا ہے۔

"فارتقب یوم تاتی السمآء بدخان مبین۔ پس انتظار کرو اس دن قحط سالی کا کہ لاوے آسمان ظاہر دھوآں کہ ڈھانپے آدمیوں کو دعا پیغمبر سے یہ عذاب ہے دردناک پس حضور صلعم نے دعا کی کہ ان پر یوسف کے برس بھیج پس سال خشکی کا پڑا۔ کہ کافر کُتے کے استخواں تک کھانے لگے اور آنکھوں کے آگے دھوآں مثالی نظر آنے لگا۔"

اور ابن کثیر۔ خازن فتح الباری فتح البیان میں ہے۔

"ان آیتوں میں دھوئیں کا جو ذکر ہے × × اس دھوئیں کے باب میں جو اختلاف ہے صحیح قول اس اختلاف میں یہ ہے۔ کہ ان آیتوں میں تو مکہ کے قحط کے دھوئیں کی مانند غبار کا ذکر ہے × × حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی بددعا سے مکہ میں قحط پڑا تھا اور قحط کے دنوں میں بھوک کے سبب آنکھوں میں اندھیرا سا اگر آسمان پر غبار چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اسی کو دھوآں فرمایا یہی تفسیر صحیح بخاری میں ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ دخان سے مراد قحط لینا صحیح ہے۔ اب آخری زمانہ کے متعلق دخان کی پیشگوئی کے اگر یہی معنے کر لئے گئے تو اس میں کونسا کفر لازم آگیا۔ کیا کوئی صحیح حدیث ہے کہ آخری زمانہ کے دخان کے یہ معنے قحط نہ کرنا حسن نظامی نے اس سے مراد سگرٹ و تمباکو کی کثرت لی ہے۔ بہرحال یہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔

آفتاب مغرب سے نہیں نکلیگا۔ یہ بھی آپ نے جھوٹ باندھا۔ ہمارے امام نے ہرگز اس مقام پر ایسا نہیں لکھا ملاحظہ ہو۔ ازالہ صفحہ ۵۱۵ تا ۵۱۶ وہاں تو یہ لکھا ہے۔

"ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اسپر ہر حال ایمان لاتے ہیں (فرمائیے اور کیا کہلوانا چاہتے ہو)"

پھر آگے فرمایا۔

"اور یاد رہے کہ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ طلوع الشمس من مغربہا کے

کوئی اور معنے بھی ہوں۔ یہاں صرف اس کشف کے ذریعہ سے جو خدا نے مجھے عطا کیا ہے مذکورہ معنی کو بیان کیا ہے۔"

وہ مذکورہ بالا معنے یہ ہیں۔ کہ

مجھے رؤیا میں بتلایا گیا کہ مغرب سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک غربی ... آفتاب صداقت سے منور کئے جائینگے۔ اور انکو اسلام سے حصہ ملیگا۔ سو اس معنے کی تصدیق بھی واقعات کر رہے ہیں۔ کیونکہ عین مرکزِ مغرب میں اسلام پھیل رہا ہے۔ پس واقعات کو کیونکر جھٹلا سکتے ہیں۔ بہرحال آپ نے جو الزام دیا تھا وہ غلط ہے کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ ہم اسپر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔

دابۃ الارض علماء ہونگے۔ ازالہ صفحہ ۵۱۰ دیکھنے سے واضح ہے۔ کہ دابۃ الارض یعنے وہ علمائے واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ معلوم نہیں کہ اس تشریح میں کونسا کفر لازم آتا ہے احادیث سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ اور مفسرین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ معالم التنزیل میں حضرت علیؓ کا قول درج ہے۔ کہ دابۃ الارض ایسا جانور نہ ہوگا۔ جس کی دُم ہوگی بلکہ داڑھی ہوگی یعنے وہ انسان ہوگا۔ جو لوگوں کو وعظ سنائیگا (تکلمھم ان الناس کانوا بآیٰتنا لا یوقنون) مگر خود بے دینی ہوگا۔

امر ہفتم۔ حضرت محمد رسول اللہ کو ابن مریم اور دجال اور اسکے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت معلوم نہ تھی۔ یہ فقرہ ازالہ اوہام میں ہے۔ نہ حضرت اقدس کی دیگر تصنیفات میں۔ میں بڑی شرح صدر سے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتا ہوں۔ مفتی مکفر شرح صدر سے آمین کہدے۔ پھر آگے چل کر صفحہ ۴ پر ۶۹۱ کا حوالہ دیا ہے اور یہ فقرہ لکھا ہے۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت صلعم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف ہوئی۔ الخ۔ ناظرین ذرا یہ صفحہ دیکھیں وہاں تو اول یہ لکھا ہے کہ انبیاء سے تفسیر وحی والہام میں کبھی خطا کا احتمال ہوتا ہے۔ لیکن امور دینیہ ایمانیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی (صفحہ ۶۹۱) پھر لکھا ہے۔ غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالےٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل

دینیہ سے انکا کچھ علاقہ نہیں ہوتا" صـ۹۱

اس سے آگے لکھا ہے۔

"اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر آنحضرت صلعم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کی گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو۔ اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماھی ھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرزِ بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلوم ظاہر ہو جائیں تو شانِ نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں"

اب ناظرین مفتی شرع متین کی حوالہ دینے میں بددیانتی ملاحظہ فرمائیں۔ کہ پہلے تو تمہید ہی چھوڑ دی ہے۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ پیشگوئیوں میں ایسا خفا ہوتا ہے۔ اور یہ معاملہ تمام انبیاء سے ہے (۲) پھر اگر کو نہایت خوبصورتی سے اڑا دیا۔ جو حرف شرط ہے۔ جس سے تحقق وقوع نہیں پایا جاتا یعنے ضروری نہیں کہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ پایا بھی جائے۔ پس کسقدر بے ایمانی ہے کہ حرف شرط کو اڑا کر عبارت کا مفہوم کچھ سے کچھ کر دیا (۳) پھر آگے عبارت نقل نہیں کی۔ تاکہ لکھنے والا کا اصل منشاء ظاہر نہ ہو سکے۔ دیکھو پہلے تو کہہ سکتے ہیں[1] فرمایا نہ کہ کہتے ہیں۔ پھر اگر[2] حرف شرط ہے۔ پھر حقیقت[3] کاملہ لکھا ہے۔ جو سوائے واقع ہونے کسی پیشگوئی کے معلوم ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر موبمو منکشف[4] لکھا ہے۔ یعنے اپنی تمام جزئیات کے ساتھ من وعن جو اسکے واقع ہونے اور وجود میں آجانے پر منحصر ہے۔ پھر اصل کیفیت[5] کا فقرہ۔ پھر عمیق تہ تک وحی الٰہی کا اطلاع نہ دینا تحریر فرمایا ہے یعنی اللہ کی مرضی پر چھوڑا ہے۔ پھر ماہیت کماھی ھی رقم فرمایا۔ پھر لکھا ہے کہ کشف میں صرف امثلہ[6] قریبہ۔ صور متشابہ اور امور متشاکلہ ہی سے تشریح ممکن ہے۔ اسکا اعتراف کیا اور لکھا کہ جہاں تک غیب محض کی تفہیم انسانی قویٰ کے ذریعہ ممکن تھی کر دی گئی۔ اب اس میں فرمائیے اعتراض کی کیا بات ہوئی۔ اللہ کے اور انسان کے علم

میں یہ فرق ہے کہ اللہ کا علم کسی شے کے وقوع کے بعد بھی ویسا ہی رہتا ہے جیسے کہ پہلے تھا مگر انسان کا علم کسی چیز کے وقوع اور چیز وجود میں آنے سے پہلے جو ہوتا ہے بعد میں ضرور بڑھتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور وہ بھی بوجہ ادب نبوی اگر حرف شرط ہے جس کا تحقق وقوع ضروری نہیں۔ پس حضرت اقدس نے نہ تو علم نبوی کی تحقیر کی نہ اپنی بڑائی۔ کیونکہ آپ کو جو علم دجال یا جوج ماجوج وغیرہ کا ہوا۔ وہ مشاہدہ عینی کے بعد اور تفہیم الٰہی سے ہوا کوئی ذاتی قابلیت سے نہیں۔ اور پھر آپ کا اقرار ہے کہ کل برکۃ من محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) لا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء پر سب مومنوں کا ایمان ہے۔ مفسرین نے اور متصوفین نے کئی کئی معارف و حقائق بیان کئے ہیں۔ جو نہ حضور رسالتمآب نے بیان فرمائے نہ صحابہ کرام نے مگر تاہم کوئی فضیلت کا مدعی نہیں۔ کیونکہ آخر یہ سب اسی ذات ستودہ صفات کا فیض روحانی ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس تو حضور رسالت پناہ کے بارے میں لکھ چکے ہیں ع وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔

ساتواں اعتراض۔ "مرزا کی طرف سے دعوی نبوت"

الجواب۔ بیشک دعوئی نبوت ہے مگر اس نبوت کا دعوی نہیں جو آپ کے ذہن میں ہے جس سے انسان براہ راست مستقل نبی ہوتا ہے۔ یا کوئی نئی شریعت لاتا ہے۔ یا کسی سابق حکم شریعت کی ترمیم یا تنسیخ کرتا ہے بلکہ خاتم النّبیّین کے فیض و برکت اتباع سے صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ و اعلام الٰہی سے اخبار عن الغیب کہ یہ بھی خدا کی اصطلاح میں اور کل نبیوں کے نزدیک نبوت ہے مراد ہے۔ چنانچہ اسکا ثبوت آپکی مندرجہ ذیل تحریروں سے ملتا ہے۔

۱۔ الحکم نمبر ۲۹ جلد ۳

"وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے × ×× چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالے سے

تعلق رکھتے ہیں۔ اسجگہ ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اسجگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔"

۲۔ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ پر فرمایا

"ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی اور سول علی وجہ الحقیقة والافتراء وترك القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے۔ کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوی کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد و بیدین ہے"

۳۔ سراج منیر صفحہ ۳ پر فرمایا۔

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ۔ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوی کیا × × یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اسجگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔"

۴۔ چشمہ معرفت ۳۲۴/۳۲۵

"میں اسکے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اسپر ختم ہیں × × اور جو اسکے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اسکا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے۔ اور اسی سے فیضیاب ہے × × نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالے نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات و مخاطبات مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں × × خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ کثرت مکالمات مخاطبات کا نام اسنے نبوت رکھا۔"

۵۔ الوصیت

"اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے × × لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں اور اسکی پیروی سے خدا تعالے کی محبت اور اسکے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے × × اور جب وہ مکالمہ

مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیّت کے رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے × × ایسی نبوت۔ نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے۔ جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔

یہ پانچ اقتباس حضرت اقدس کا منشاء ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور اس قسم کی نبوت قرآن و حدیث و اقوال ائمہ سے ثابت ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا۔

"یابنی ادم اما یاتینّکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (پ‍)

اس سے پہلے یا بنی ادم خذ وا زینتکم عند کل مسجد سے امت محمدیہ کو خطاب ہو چکا۔ پس یہاں بھی یا بنی ادم سے مراد امت محمدیہ ہے کیونکہ حکایت پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ نہیں۔ پس اس میں بتایا گیا ہے کہ امت محمدیہ میں رسل آئیں گے جو آیات کو بیان کریں گے۔

(ب) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی بتایا ہے کہ ابوت جسمانی کی نفی ہے۔ مگر ابوت روحانی قائم ہے۔ اور آئندہ جو نبی ہوگا وہ آپ کے فیض سے ہوگا

احادیث چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ کا قول مجمع البحار میں ہے۔

قولوا اللہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ"

یعنے خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں۔ کہ اسکے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ یا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ نبیوں کی مہر یعنی آئندہ آپ کی تصدیق سے نبوت ملے گی۔ اور گذشتہ نبیوں کی نبوت کا ثبوت آپ ہی کی صداقت کے ذریعے ملیگا۔ یا یہ کہ انبیاء کے کمالات کا جامع کہ اسپر سب کمال ختم ہوگئے۔ اور اب آپ کی نبوت کی ذاتی فیض رسانی سے درجۂ نبوت ملے گا

یہی معنے دیگر علماء نے سمجھے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبد الحی فرنگی محل والے دافع الوسواس میں فرماتے ہیں۔ قوله تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انه لا یاتی بعده نبی ینسخ ملته (یعنی اس کے یہ معنے ہیں کہ کوئی نبی آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا نہیں آئیگا)

(۲) تحذیر الناس میں مولانا محمد قاسم دیوبندی لکھتے ہیں۔ آپ کے زمانہ میں اور بعد زمین پر آسمان پر کوئی نبی ہو۔ وہ بھی اس وصفِ نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہے۔

(۳) الفتوحات مکیہ میں ہے۔ فما ارتفعت النبوة بالکلیة لهذا قلنا ارتفعت نبوة التشریع فهذا معنی لا نبی بعدی (نبوت بالکل مرتفع نہیں صرف صاحب شریعت نبی کوئی نہیں ہوگا۔ یہی معنی ہیں لا نبی بعدی کے۔

(۴) روح المعانی میں ہے۔ فهؤلاء هم انبیاء الاولیاء اور یہ کہ قد یطلقون علی علی بعض الاولیاء انبیاء الاولیاء (جلد ۷ صفحہ ۳۲۶) بعض اولیاء جبریل کی وحی بواسطہ حقیقت محمدیہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ انبیاء ہیں غرض خاتم النبیین کے بعد وحی آپ کے فیض و اتباع سے جاری ہے اور اس پر طلباء سبق کے حالات و کلمات گواہ ہیں۔ اور ان میں سے ایک وہ بھی ہونیوالا تھا۔ جو کثرت مکالمہ و مخاطبہ و اخبار عن الغیب کے کمال کے لحاظ سے نبوت کے درجہ پر فائز ہی اور اسے نبی کریم صلعم نے نبی اللہ ہی کہا۔

پس حضرت مرزا صاحب کے بارے میں یہ سوال ہونا چاہیئے۔ کہ وہ مسیح موعود ہیں یا نہیں۔ جب وہ مسیح موعود ہیں تو نبی اللہ بھی ضرور ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب العلامات میں یدی الساعۃ حدیث النواس میں صفحہ ۶۵ پر ہے ویحصر نبی اللہ واصحابه × × × فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابه × × × ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابه الی الارض۔ دیکھو یہاں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کو جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور وہ فی الواقع ہیں۔ تو ان کے نبی ہونے میں بھی شک نہیں۔ ورنہ حدیث کی تکذیب لازم آئیگی۔ اگلے علماء بھی مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں۔ مثلاً علامات قرب قیامت مصنفہ عمدۃ المفسرین سند المحدثین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب (جس کا ترجمہ علماء مخالف کی طرف سے ہمارے رد کے واسطے شائع کیا گیا ہے) کے صفحہ ۱۰ پر یہ عبارت ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ سے کہیں گے یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے × ×
اور فرمائینگے یا نبی اللہ! امامت کیجئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے
× ×

اس سے ثابت ہے کہ دوبارہ جب عیسےٰ علیہ السلام آئینگے تو انہیں یا نبی اللہ سے ہی خطاب کیا جائیگا۔ فرمایئے ان پر بھی کفر کا فتویٰ دو گے۔ اسلئے کہ وہ نبی اللہ کہلاتے ہیں۔ غرض مسیح موعود کے نبی ہونے پر آپکا اور ہمارا اتفاق ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ہم ایک مستقل نبی کا آنا (جو براہِ راست نبی بنا ہے) خاتم النبیین کے بعد نہیں مانتے۔ بلکہ ایک اُمّتی کے آنے کے قائل ہیں جو خاتم النبیین کے فیض اور برکت اتباع سے آپ ہی کی نبوت کو اپنے آئینہ قلب میں منعکس دیکھے گا۔ اور مسیح موعود ہونے کی وجہ سے نبی کہلائے گا۔

اب یہ آپ خود غور کریں۔ کہ کس قسم کا نبی ماننے میں امت محمدیہ کی عزت ہے اور خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ باقی رہے وہ الہامات جو آپ نے انجام آتھم سے نقل کئے ہیں۔

(۱) ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ[۱] (ب) ما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین۔ سو ان میں کفر کیا ہے۔ یہ خدا سے کہئے کہ کیوں ایسے الہامات کئے ہاں ہم سے انکے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت لیجئے۔ جو فی الحال دو دیئے جاتے ہیں۔ کہ

لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ یعنے اگر یہ ہم پر افترا کرے۔ تو ہم اسکی رگِ جان کاٹ ڈالیں۔ یہ حضرت نبی کریم کی صداقت وحی کا ثبوت پیش کیا گیا یعنے جو مفتری ہو۔ وہ ۲۳ سال سے زیادہ ہرگز نہیں جی سکتا۔ پس جب یہ امر واضح ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا۔ کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور اس دعوے پر دم وصال تک قائم رہے۔ جو ۲۳ سال سے زیادہ ہی اور خدا کی کتاب فرماتی ہے کہ اتنی مدت کوئی جھوٹا مدعی نبوت زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس بالمحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ آپ پر جو وحی ہوئی۔ وہ صادق وحی تھی۔

---

[۱] رسول کریم فرماتے ہیں۔ من اطاع امیری فقد اطاعنی۔ اس لحاظ سے بھی حضرت صاحب کا اتباع رسول اللہ کا اتباع اور رسول اللہ کا اتباع اللہ کا محبوب بناتا ہی یہ جواب بطریق تنزل ہے۔

(دوم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنے اظہار غیب بہ کثرت صرف رسول پر ہوتا ہے۔ آپ کی سینکڑوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ آپ کی وحی منجانب اللہ ہے۔ مثلاً آپ کو وحی ہوئی۔ جو براہین میں درج ہے۔ کہ آپ کو ایک بڑی جماعت اسلام دی جائے گی۔ اور دور دور سے لوگ چل کر آئینگے۔ سو یہ امر قادیان میں دیکھا جاسکتا ہے۔ پھر آپ پر وحی ہوئی کہ طاعون پھیلے گا سو پھیلا اور اس کثرت سے پھیلا۔ کہ ہر ایک شہر اسکا نمونہ دیکھ چکا ہے۔

آٹھواں اعتراض۔ مثیل نوح۔ مثیل یوسف۔ مثیل داؤد۔ مثیل موسیٰ۔ مثیل ابراہیم ہونیکا دعوے

الجواب۔ اس کا ایک جواب تو یہی ہے کہ خدا نے ایسا فرمایا۔ باقی وحی کی صداقت کا جو معیار ہے اسپر وحی کو پرکھ لو۔

(دوم) کسی نبی کا مثیل ہونے سے کفر لازم نہیں آتا۔ کہ حدیث میں ہے یا علی اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (مسلم)

دیکھو یہاں علی کو مثیل ہارون فرمایا پھر ارشاد نبوی ہے۔ ما من نبی الا لہ نظیر من امتی وابوبکر نظیر ابراھیم وعمر نظیر موسیٰ وعثمان نظیر ھارون ××

× (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۳)

کوئی نبی ایسا نہیں۔ جس کی نظیر میری امت میں نہ ہو۔ ابوبکر مثیل ابراہیم عمر نظیر موسیٰ اور عثمان نظیر ہارون۔

(سوم) امت محمدیہ میں اولیاء کے ایسے دعوے مذکور ہیں۔ از خواجہ محمد پارسا منقول است کہ میفرمودند مقصود از وجود بہاؤالدین ظہور محمد است (مکتوب امام ربانی جلد اول ۳۶۴) (۲) حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔ وہ سب میں ہی ہوں یعنے ابراہیم اور موسیٰ اور محمد صلعم (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۶) (۳) سید احمد بریلوی کے بارے میں کہا گیا ہے

از پئے احیاء موتے عیسیٰ دم ✣ در جہاں اینک سید پیدا آمدہ

(۴) ستے بیشرب احمدم از ثور غار ✣ از پئے تعلیم انصار آمدہ

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید کا قصیدہ ہے

سید احمد باہمہ اصحاب خود روزے رسید ✤ باصحابہ گوئی آمد باز ختم المرسلین

حضرت معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دمبدم روح القدس اندر معینے میدمد ✤ من نمی گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

باخیر میں یہ بھی واضح ہو۔ کہ جس صفحہ کا حوالہ دیا ہے وہاں حضور نے یہ لکھا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس عاجز کو آدم کا مثیل پھر نوح کا مثیل۔ پھر یوسف کا مثیل۔ پھر داؤد کا مثیل قرار دیا۔ مگر کسی مولوی کو غصّہ نہ آیا۔ اور کسی شخص نے ایک ذرّہ بھی غیظ و غضب ظاہر نہ کیا۔ یہ تو علما پر ایک سوال تھا۔ کہ اسوقت کیوں کفر کا فتویٰ نہ دیا۔ اور مثیل عیسےٰ کہنے پر شور ڈال دیا۔ بجائے جواب دینے کے عبارت میں تحریف کرکے فتویٰ لگاتے ہو۔

نواں اعتراض۔ پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رُو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر نشانوں کے ساتھ آگیا (ازالہ صفحہ ۷۰۱ طبع ۱)

الجواب۔ پس یہ اصل دعوےٰ ہے۔ اور اس دعوے کا ثبوت آپ کی ۸۰ کتابوں میں موجود پھر آپ کے خدام کے بیسیوں رسالے اور کتب موجود۔ ان میں جو دلائل مذکور ہوئے ہمت ہے۔ تو انکی تردید کرو۔ اور پھر جواب لو۔

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم سے دو امر ثابت ہیں۔ وہ اس طرح کہ یہ جواب حضرت عیسےٰ کو اللہ تعالےٰ کے حضور قیامت کے دن دینگے۔ آپ عرض کر رہے ہیں کہ اے مولیٰ جب تو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر تو ہی انپر نگران تھا۔ یعنے عیسائی گمراہ ہوئے ہیں میری وفات کے بعد۔ وکنت علیہم شھیدًا ما دمت فیھم۔ جب تک میں ان میں رہا وہ نہیں بگڑے۔ پس عیسائی بگڑ چکے ہیں۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی یقینی ہے۔ کیونکہ بگاڑ بعد وفات ہے۔

(دوم) یہ ثابت ہوا۔ کہ عیسائیوں کے بگڑنے کا حضرت عیسےٰ کو علم نہیں۔ اگر دوبارہ آئے ہیں تو پھر یہ لاعلمی کا اظہار جناب باری میں اور کنت انت الرقیب کہنا جھوٹ بنتا ہے پس جب عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے اور احادیث میں عیسےٰ کا آخری زمانہ میں آنا مسطور ہے تو لامحالہ عیسےٰ کا مثیل آئیگا جیسے حضرت الیاس کا بروز ہو کر آیا (اور یہ امر انجیل سے ثابت ہے

اور سورہ نور کی آیت استخلاف لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم سے بھی ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ کے چودہویں صدی پر حضرت عیسےٰ کے مثیل بروز خلیفہ ہونے چاہیئے۔ کما سے بھی یہ واضح ہے کہ وہ اگلا عیسےٰ نہیں ہوگا۔ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ ایک نہیں ہوتے اور مشبہ پر مشبہ بہ کا اطلاق بوجہ کمال مشابہت ہوتا ہے۔ جیسے شجاع کو شیر خوبصورت کو چاند کہتے ہیں۔ پس آنے والا ابن مریم پہلے ابن مریم کا بروز چاہیئے بخاری میں مسیح ناصری کا حلیہ اور ہے اور مسیح محمدی کا حلیہ اور۔ باقی جو صدی کے سر پر عین ضرورت کے وقت ظاہر ہوا۔ اس کا دعوےٰ اسی طریق پر پرکھنا چاہیئے جس پر ہر مدعی ماموریت کا پرکھا جاتا ہے۔ آپ اس کسوٹی پر پرکھ لیں مسیح موعود کا سب سے بڑا کام تو کسر صلیب ہے۔ اور صلیبی مذہب کی بنیاد حیات مسیح پر ہے۔ پس جس مدعی نے وفات مسیح کو ثابت کیا۔ اسی نے کسر صلیب کر دی۔ غرض ہر طرح پر آپ کی صداقت کا ثبوت پیش کیا جا چکا۔ پھر جو حوالہ آپ نے دیا ہے۔ اس میں تو حضرت اقدس نے یہ لکھا ہے

سلہ "پھر بعد اس کے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ظاہر پر ہی ان بعض مختلف حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جائے۔ تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے خدا تعالےٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے۔ جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو × × پس اگر ظلی طور پر وہ بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پائے اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں × × × × اس مسیح کو بھی یاد رکھو۔ جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے" (ازالہ صفحہ ۱۵۶ طبع اول)

دسواں اعتراض۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ درحقیقت اسی مسیح بن مریم کے زمانہ کے متعلق ہے۔ بلفظہٖ ازالہ ۶۷۵

الجواب۔ اس سے اگلا فقرہ آپ نے نہیں لکھا۔ شاید اس خیال سے کہ مطلب واضح نہ ہو جائے۔ اور پھر کفر کا فتویٰ لگانے کا موقعہ نہیں رہیگا۔ دیکھو فرماتے ہیں۔

سلہ ہمارے احمدی احباب بھی اس حوالہ کو توجہ سے پڑھیں۔

کیونکہ تمام ادیان پر روحانی غلبہ بجز اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا۔ وجہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزارہا قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہوگئے ہیں۔"

مفسرین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے پہلے لیجئے تفسیر مدارک التنزیل تالیف حافظ الدین ابوالبرکات نسفی۔ پ۲۶ سورۃ الفتح

"ھو عند نزول عیسیٰ علیہ السلام حین لا یبقی علی وجہ الارض کافر"

یعنے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا۔

اور پ۲۸ سورہ صف۔

وعن مجاھد اذا نزل عیسیٰ لم یکن فی الارض الا دین الا سلام

ان عبارات سے ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مفسرین بھی اس آیت کو عیسیٰ علیہ السلام کیلئے مانتے ہیں۔ باقی جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اور القینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ سے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قیامت تک کفار رہینگے اور لا یبقی علی وجہ الارض کافر صحیح نہیں ہوسکتا۔

پھر سید احمد حسن صاحب محشی ابن کثیر۔ خازن۔ فتح البیان جامع البیان کے حوالہ سے سورہ صف کے آخری رکوع میں لکھتے ہیں۔ کہ

"آخری زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آئیں گے تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ اہل اسلام کے لشکر میں ان لوگوں کی اولاد ہوگی۔ اور یہ لوگ مخالف لوگوں پر غلبہ اور فتح حاصل کرینگے۔ اسی غلبہ کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔"

اس حوالہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور نحن انصار اللہ اور فاصبحوا علیٰ عدوھم ظاھرین کی پیشگوئی مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ہے۔

پھر تفسیر غایۃ البرہان میں اس آیت کے نیچے لکھا ہے۔

"بھیجا اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ تاکہ ہزار سال تک اول و بعد کو

مسیح سے غالب کرے۔"

غرض تمام مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے جس کی بنا پر آپ نے کفر کا فتوےٰ لگایا۔

گیارھواں اعتراض - احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنے کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (ازالہ ۶۷۳)

الجواب - آپ نے اس کے ساتھ کا فقرہ بھی کیوں نہ نقل کیا۔ ناجس دھوکہ میں آپ نے اپنے ناظرین کو ڈالنا چاہا ہے ۔ اس میں وہ نہ پڑ سکتے۔ دیکھو وہاں حضرت اقدس نے لکھا ہے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں۔ بلکہ محمد بھی ہیں جو جامع جلال و جمال ہیں۔ پس آپ کا اعتراض تو دفع ہوا۔ جو یہ ہے کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے یہ کہا ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ احمد نہیں۔ وہ احمد ہیں اور ضرور ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق اپنی مختلف کتابوں میں تحریر فرمایا ہے مثلاً تذکرۃ الشہادتین ۔ آئینہ کمالات اسلام ۔ اربعین نمبر ۴ ۔

"تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی کریم کے دو نام ہیں۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا × × اور دوسرا نام احمد ہے۔ اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے۔"

باقی ایک سوال ہے۔ وہ آپ حل کر دیجئے وھو ہذا۔ کہ اسی آیت سے آگے ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام۔ پس اس سے مراد نبی کریم کس طرح ہو سکتے ہیں۔ جب کہ آپ سے پہلے کوئی مذہب اسلام نہ تھا۔ جس کی طرف بلائے جاتے یعنی مخالف انہیں کہتے کہ یہ کفر (دعوی وحی) چھوڑ دو۔ اور اسلام کی طرف آؤ۔ البتہ مسیح موعود کے وقت میں ایسا ہوا۔ کہ لوگوں نے ان پر کفر کے فتوے لگائے اور اسلام کی طرف بلایا۔ اگر کہو کہ یہ کفار کے متعلق ہے کہ وہ اسلام کی طرف بلائے جاتے تو بتاؤ انہوں نے اللہ پر کیا افترا کیا یہ آیت ومن اظلم ممن افتری علی اللہ تو مدعی کے حق میں آتی ہے انکار کرنے والا کسی چیز کا دعوےٰ تو نہیں کرتا۔ اور اگر یہ کہو کہ فلما جاءھم بالبینٰت ماضی کا صیغہ ہے تو قرآن مجید میں کئی مثالیں موجود ہیں جہاں آئندہ کے واقعات کو بصیغہ ماضی بیان کیا گیا مثلاً حضرت عیسٰے کا سوال و جواب جو قیامت کو ہوگا۔ اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم (آخر مائدہ)

سے بیان فرمایا۔ دیکھو ماضی پر اذ ہے پھر بھی ایسا فرمایا۔ اور دیکھو سورہ اعراف الثلثۃ۔ ونادیٰ اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار اور ویوم یعرض الذین کفروا الی النار الیس ھٰذا بالحق قالوا بلیٰ اور وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا۔

پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ والدین نے آپکا کیا نام رکھا (ب) قرآن شریف میں کس نام سے خطاب کیا گیا ہے۔ عبادات میں کونسا نام ہے (ج) درود میں کیا نام ہے (د) ادعیہ ماثورہ میں کیا نام ہے؟ یہ بھی یاد رکھئے کہ غلام خاص اپنے آقا کی ہر ایک چیز سے حصہ پاتا ہے۔

بارہواں اعتراض۔ میں مسیح کہتا ہوں۔ کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئیگا۔ ہرگز نہ مریگا۔ (صفحہ ۲)

الجواب۔ حضرت اقدس نے یہ کلمہ ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے جو اسی عبارت کے اوپر موٹے موٹے حروف میں لکھا ہے۔

> "اس سوال کا جواب کہ حضرت مسیح ابن مریم نے مردوں کو زندہ اور اندھوں کو آنکھیں بخشیں۔ بہروں کے کان کھولے۔ ان تمام معجزات سے مثیل مسیح نے کیا دکھایا"

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ تمہارے زعم میں تو حضرت مسیح جسمانی مردوں کو زندہ کرتا اور وہ لامحالہ پھر مر ہی جاتے۔ مگر میں روحانی طور پر زندہ کرتا ہوں۔ اور یہ زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے چنانچہ

> علاوہ اس کے خداتعالےٰ نے اسی غرض سے اس عاجز کو بھیجا ہے۔ کہ تا روحانی طور پر مردے زندہ کئے جائیں × × جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئیگا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مریگا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ الخ

مطلب آپ کا ظاہر ہے۔ ان حکمت کی باتوں پر جو عمل کرے گا۔ وہ ضرور ہمیشہ کی زندگی پائیگا قرآن مجید میں بھی ہے ولنحیینّہ حیوۃ طیبۃ۔ آپ کی اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ وہ مریگا ہی نہیں نہ کسی نے یہ سمجھا۔ آپ تو یہ سمجھا رہے ہیں کہ جسمانی مردوں کی جسمانی زندگی کا مطالبہ نہ کرو۔ کہ اس سے بہتر روحانی زندگی ہے۔

تیرھواں اعتراض۔ حضرت موسیٰ کی پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت میں حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے

کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔ بلفظہٖ ازالہ ص۶

الجواب۔ میں پہلے بتا آیا ہوں کہ حضرت اقدسؑ نے ثابت کیا ہے کہ انبیاء سے اجتہادی غلطیاں کسی وحی کی تفسیر میں ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی کے ساتھ یہ فقرہ ہے جو مفتی کمفر نے نہیں لکھا۔

"مگر یہ غلطی نفسِ الہام میں نہیں۔ بلکہ سمجھ اور اجتہاد کی غلطی ہے۔ چونکہ انسان تھے اور انسان کی رائے خطا اور صواب دونوں کی طرف جاسکتی ہے اسلئے اجتہادی طور پر یہ لغزشیں پیش آگئیں۔"

اب فرمائیے۔ کیا اعتراض رہ گیا۔ پھر کیا حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللّٰہ لکم نہیں فرمایا۔ پھر کیا وہ اس سرزمین میں داخل ہوئے۔ جنگل ہی میں فوت ہو گئے۔ زیادہ تفصیل بائبل میں دیکھو۔

چودھواں اعتراض۔ پیغمبر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔

الجواب۔ یہاں آپ نے اپنی زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ان لوگوں کو جو عربی نہیں جانتے۔ دھوکہ میں ڈالنا چاہا ہے۔ کثیف گندہ کو نہیں کہتے۔ بلکہ مطلب وجود مادی خاکی ہے لغت کی کتاب دیکھو۔ منتہی الارب۔ کثیف ظاہر سطبر یعنے مادی

باقی معراج کے متعلق عرض ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے کفار سے سوال کیا۔ او ترقی فی السماء تو جواب ارشاد ہوا۔ سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً یعنی میں بشر رسول ہوں۔ اور بشر کے لئے مع وجود خاکی آسمان پر جانا خلاف سنت اللّٰہ ہے اور یہ سنت اللّٰہ فیھا تحیون وفیھا تموتون (اسی زمین کرہ میں زندہ رہو گے۔ اسی میں مر جاؤ گے) اور ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین (تمہارے لئے اولاد آدم اسی زمین میں جائے قرار اور زندگی ہے موت تک) سے ثابت ہے۔ اگر آپ کا معراج ہو چکا تھا۔ تو کفار سے کہنا تھا میں تو ہو آیا ہوں۔ اگر بعد میں جانا تھا تو پھر انہیں صاف کہا جاتا کہ میں جاؤنگا۔ اور ان کے سامنے آپ چڑھتے۔ تاکہ اتمام حجت ہوتا۔ مگر دونوں باتیں نہیں پس حضرت اقدس کا مسلک مطابق قرآن وحدیث ہے جو ان الفاظ میں بیان کیا۔

"ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کرسکتا ہے × × اسکا نام خواب ہرگز نہیں × × بلکہ یہ کشف کا بزرگترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفی اور اجلی ہے" (ازالہ ص۴۸)

دیکھو بیداری کا اقرار بھی ہے اور نوری جسم کا بھی پس ہم جسمانی معراج کے عین بیداری میں قائل ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ و معاویہؓ و دیگر صحابیوں کا یہی مذہب تھا۔

محمد بن اسحٰق نے سیرۃ میں کہا کہ معاویہ بن سفیان کانت رؤیا من اللہ صادقہ فرمایا کرتے اور حضرت عائشہ فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اسری بروحہ۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس قول عائشہ کا انکار نہیں ہوا۔ پھر بخاری میں جو حدیث معراج ہے اس میں تمام واقعہ معراج کے بعد فاستیقظ (پھر بیدار ہوئے) کا لفظ موجود ہے۔ اور اکثر مفسرین نے وما جعلنا الرؤیاء التی اریناک میں رؤیا سے مراد معراج لیا ہے۔ سید احمد حسن محشی لکھتے ہیں۔ مسند ابویعلی موصلی تفسیر ابراہیم ابن منذر اور ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ میں جو شان نزول اس آیت کا چند صحابہ سے بیان کیا گیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جس رات آنحضرت کو معراج ہوئی × × × اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ معراج لوگوں کے آزمانے کے لئے ہوئی ہے۔ اور شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں۔ اور وہ دکھاوا (رؤیا) معراج ہے۔ کہ لوگ جانچے گئے۔ سچوں نے مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا۔

پھر دودھ پینے کی تعبیر دین فطرت کا ملنا اور نبی کریم کا بار بار نماز کے متعلق کم کرنے کا تقاضا کشف کا ہی معاملہ ہوسکتا ہے۔ ورنہ نبی کا یہ کام نہیں۔ کہ اللہ کے حکم پر کچھ بولے۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ معراج روحانی تھا۔ اور اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔

پندرھواں اعتراض۔ حضرت مسیح کا معجزہ پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر (اوڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ (ص۳۰۲)

(ب) چڑیاں کا معجزہ حضرت مسیح کا اور ان کا بولنا ہلنا اور دم ہلانا یہ عقلی معجزہ اپنے داود و سلیمان کی طرح ہے (ص۳۰۴)

الجواب۔ حوالہ میں سخت بددیانتی سے کام لیا گیا ہے اصل بات یوں ہے۔ کہ حضرت اقدس نے خلق طیر کے مسئلہ کو اس رنگ میں تو نہیں مانا۔ جس سے شرک لازم آئے یعنی یوں نہیں ہوا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے ایسے چمگادڑ بنائے ہوں۔ جن میں گوشت پوست سلسلہ توالد و تناسل ہو۔ کیونکہ اس امر کو یہ آیات روکتی ہیں (۱) قل ہل من شرکاءکم من یبدء الخلق (۲) ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء (۳) ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ (جن کو یہ پکارتے ہیں وہ تو سب کے سب مل کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے) ہاں معجزہ کی حد تک ان الفاظ میں مان لیا ہے۔

"ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات نہیں پیدا ہوتی تھی۔ بلکہ صرف عقلی اور مجازی اور جھوٹی حیات جو عمل الترب کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔" ص ۳۱۸

اور اسے بھی معجزہ ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ معجزہ کی تعریف میں لکھا ہے

"واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں۔ جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر × × × دوسرے عقلی معجزات جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو الہام الٰہی سے ملتی ہے × × × اب جاننا چاہیئے۔ کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں میں ایسے امور کیطرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے (۳۰۲)

یہ ہے اصل حوالہ "بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے" کہ آپ نے حذف کر دیا پھر اوپر کی عبارت نہ لکھی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس جسے عقلی فرما رہے ہیں۔ اسکی نسبت یہ بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ یہ عقل خارق عادت طور پر بذریعہ الہام الٰہی ملتی ہے۔ اور معجزہ خارق عادت اور الہام ہی کا نام ہے پس جب حضرت اقدس خلق طیر کو معجزہ تسلیم کر رہے ہیں تو پھر اعتراض کیسا۔ اسی طرح دوسرے حوالہ کے اصل الفاظ یوں ہیں۔

ف۱ ہے کوئی تمہارے معبودوں میں سے جو خلق کرے (۲) کیا یہ ایسے شرکاء کے قائل ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح خلق کیا ہو اور پھر دونو کی مخلوق مشتبہ ہو گئی ہو کہدے اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔

"پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان[۱] کی طرح اسوقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں" (صفحہ ۳۰۷) اس میں بھی معجزہ تسلیم کیا گیا ہے۔

سولھواں اعتراض ۔ "حضرت مسیح بن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ تھا" (ص ۳۰۹)

الجواب ۔ باذن وحکم الٰہی موجود ہے۔ جس سے عمل الترب کی وہ حیثیت نہیں رہی۔ جو آپ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ حضرت اقدس عمل الترب کو جو وہی ہو از قسم خارق عادت معجزہ سمجھتے ہیں۔ پس توہین کی نیّت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور اس عمل کو مکروہ و قابلِ نفرت کہنے میں بھی ہتک نہیں۔ کیونکہ آپ نے معجزہ کو مکروہ نہیں فرمایا۔ بلکہ اس عمل کو یعنی مٹی کا بُت بنانا اور اس میں پھونکنا جو شریعت محمدیہ میں حرام ہے۔ پس جب تک آپ کے نام حکم الٰہی نہ آتا۔ یہ عمل مکروہ بلکہ حرام تھا۔ آپ نے تو حضرت مسیح کے بارے میں بھی صفحہ ۳۱۰ پر لکھا ہے کہ "دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا" پس اسمیں توہین کی نیّت نہیں۔

سترھواں اعتراض ۔ جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا۔ وہ ہم نے معلوم کر لیا۔ ازالہ ص ۶۸۳

الجواب ۔ جھوٹ۔ افترا۔ بہتان۔ اس صفحہ بلکہ اس سے قبل و بعد بھی یہ فقرہ موجود نہیں ہاں یہ لکھا ہے۔

"اُسوقت جو ظہور مسیح کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعوٰی نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوےٰ نہیں ہوا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں"۔

اور یہ بالکل صحیح ہے۔ اور واقعات کے مطابق ہے آخری کوئی مسیح موعود ہوتا تو دعوٰی کرتا۔

---

[۱] حضرت سلیمانؑ کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر تھا جس کو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اٹھارھواں اعتراض حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزے کا جو ذکر قرآن مجید میں ہے۔ وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا (صفحہ ۱۵۲)

الجواب۔ مفتی مکفر اصل عبارت نہ لکھ کر مطلب خبط کر دیتا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ انکو اجزائے متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا۔ اور پھر وہ بلانے سے آ گئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عمل الترب کے تجارب بتلا رہے ہیں کہ انسان میں جمیع کائنات الارض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک قوت مقناطیسی ہے اور ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف توجہ سے اپنی طرف کھینچ لے۔

پس عوام الناس میں جو یہ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم نے چار پرندوں کا قیمہ کر کے ان کی ملی جلی بوٹیاں پہاڑوں پر ڈال دی تھیں پھر زندہ کر دیا۔ یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔ اور اسکی سنت آیات قرآنی سے ظاہر ہے۔ اور نہ ہی یہ امر اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید میں اس واقعہ کے متعلق ہے آیت یوں ہے۔ جب ابراہیم نے عرض کیا۔ رب ارنی کیف تحی الموتی۔ تو جواب ارشاد ہوا۔ فخذ اربعة من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءًا ثم ادعھن یاتینک سعیًا۔ کہ چار پرندے لے اور انہیں اپنی طرف مائل کر (صرھن کے یہ معنے صراح میں موجود ہیں۔ اور منتہی الارب میں کہ اپنی طرف مائل کر) پھر ایک ایک پہاڑ پر ایک ایک ان میں سے رکھدے (یہ نہیں فرمایا کہ بوٹیاں کر کے بوٹیاں بانٹ دے جزء یعنی چار میں سے ایک جیسے۔ و ان جہنم لموعدھم اجمعین۔ لھا سبعة ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم (جہنم سب کا ٹھکانا ہے اسکے لئے سات دروازے ہیں ہر دروازے میں انکا ایک ایک ٹکڑا بٹا ہوا۔ اب یہ مراد تو نہیں۔ کہ ہاتھ ایک دروازے سے ٹانگ ایک دروازے سے سر ایک دروازے گذاری جاتی ہے) پھر انکو بلا تیری طرف شوق سے آئینگے۔ اس میں حضرت ابراہیم کا اطمینان یوں کرایا گیا۔ کہ دیکھ تیرے عارضی احسان سے پرندے تیری طرف دوڑے آتے ہیں۔ تو

میں ہو ذرے ذرے کا خالق ہوں اور رب ہوں۔ کیا میرے بلانے سے قیامت کے دن نہیں آئینگے۔ اب بتاؤ کہاں لکھا ہے ذبح کرو۔ کہاں لکھا ہے بوٹیاں پہاڑوں پر رکھدو۔ اگر کوئی صحیح حدیث ہے تو اسے پیش کرو۔ ورنہ اپنی طرف سے باتیں نہ بناؤ۔ بلانے کے متعلق حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ قلبی توجہ سے حضرت ابراہیم نے بلایا تو یہ بالکل صحیح ہے۔ ایسی توجہ کے تمام اولیاء امت قائل ہیں۔ اور یہ روحانی طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور مشق سے بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم ؑ کو وہی حاصل تھی۔

ہمنے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم بھی اسی کے مطابق دیکھے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ پس بہم آور ہمہ را نزد یک خود بعد ازاں بگذار برہر کوہے پارۂ ایشاں (۲) پس صورت پہچان رکھ۔ پھر کر دے اوپر ہر پہاڑ کے ان میں سے ایک ٹکڑا (۳) پھر انکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر انکا ایک ایک ٹکڑا۔

انیسواں اعتراض۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے زیادت نہیں رکھتا۔ انجام آتھم ص۔

الجواب۔ اس میں کیا ہتک یا توہین ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت اقدس ؑ راجہ رامچندر علیہ السلام کو خدا کا راستباز اور نبی مانتے ہیں۔ اور تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض کے قائل ہیں۔ بس اگر ایک نبی کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوسرے سے زیادہ نہیں رکھتا۔ تو کونسی ہتک ہو گئی۔

دوم۔ روئے سخن پادریوں کی طرف ہے۔ جو غیر معمولی پیدائش کی وجہ سے اسے خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ عجیب طور پر پیدائش تو کشلیا کے بیٹے کی بھی ہے۔ پس اس معاملہ میں وہ اس سے بڑھکر نہیں کہ اتنی بات سے خدائی ثابت کی جائے۔ اصل عبارت یہ ہے "میں نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں" یعنے اگر اس وجہ سے ابن مریم کی پرستش کی جاتی ہے تو پھر رام پرست بھی حق پر ہیں۔

بیسواں اعتراض۔ ہمارا خدا عاجی ہے۔ براہین ص۵۵۶ حاشیہ پر لکھا ہے ہاتھی کا دانت

الجواب - براہین احمدیہ میں تو یہ لکھا ہے "پھر بقیہ الہامات بالا کا یہ ہے کہ بہ تحقیق میرا رب میرے ساتھ ہے - وہ مجھے راہ بتلائیگا اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر - ہمارا رب عاجی ہے (اسکے معنے ابھی تک معلوم نہیں) (دیکھو براہین احمدیہ ۵۵۶)

آپنے عاجی کے معنے "ہاتھی دانت" از خود کر لئے ہیں - حالانکہ حضرت اقدس اپنے خدا کی نسبت الوصیۃ میں یہ لکھتے ہیں -

"وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں - وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں - اور جس کا کوئی ہمتا نہیں - جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں - وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے × × × × × وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدا ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا - اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں - اور اسکے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں"

اب کیا ایسے خدا کو ہاتھی دانت کہا جائیگا - عاجی کے یہ معنے کیوں نہ لئے جائیں - علیم احد - جلیل

اکیسواں اعتراض - نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس جسم خاکی کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچے - پس اس جسم کا کرہ ماہتاب آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے (ازالہ صفحہ ۴۷)

الجواب - حوالہ میں خیانت کیوں کرتے ہو - وہاں تو یہ ذکر ہے - کہ کئی طرق سے ان پرانے خیالات پر سخت اعتراض عقل کے وارد ہوتے ہیں - پھر لکھا ہے - کہ ازانجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ - اب اعتراض ہے کو کاٹ کر اگلی عبارت

کو حضرت اقدس سے منسوب کرنا دیانداری نہیں۔

پھر میں کہتا ہوں کہ تم نئے اور پرانے فلسفہ سے ثابت کرو۔ کہ آدمی کرہ ماہتاب یا آفتاب تک پہنچ سکتا ہے۔ سوم۔ اس فلسفہ کی تائید اسلئے ہے کہ یہ آیات قرآنی کے ماتحت ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ چونکہ فلسفہ کہتا ہے اسلئے ہم مانتے ہیں۔ بلکہ اسلئے کہ قرآنمجید کہتا ہے اور فلسفہ اسکے ماتحت بھی یہی بتاتا ہے اور یہاں تو آپ نے غیروں کا اعتراض نقل کیا ہے۔

بائیسواں اعتراض - قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے الخ قرآن شریف نے ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ خوبصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ استعمال کئے ہیں (ازالہ ص۲)

الجواب - بات یوں ہے کہ حضرت اقدس کی عبارات سے چند ناملائم الفاظ کو علیحدہ کر کے محض نادانوں نے اعتراض کیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں"

پھر اسکا جواب دیا ہے کہ

"میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے ۔ ۔ ۔ حالانکہ دشنام اور سبّ و شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جاوے" (ازالہ ص۱۳)

اس کے بعد آپ نے قرآن شریف کے سخت الفاظ کو پیش کر کے اپنے مخالف کو ملزم کیا ہے کہ "اگر ہر ایک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اسکی مرارت اور تلخی اور ایذارسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے" پس مفتی مکفر کا عبارت کا آگا پیچھا ہضم کر کے یہ بتا دینا کہ حضرت مرزا صاحب قرآن شریف کو گالیوں سے پُر کہتے ہیں۔ حد درجے کا ظلم اور

افترا ہے اور دوسرے حوالہ میں مکفر نے صریح تحریف کی ہے۔

"ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجے کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔" (ص۲)

جو بصورت ظاہر کا لفظ خوبصورت بنا کر مفہوم کو بدل دیا ہے۔ حالانکہ اسی عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ ان الفاظ کو گالیاں نہیں سمجھتے۔ بلکہ آپ اپنے معترض کے اصول کے مطابق گفتگو کر کے اسے ملزم کر رہے ہیں۔ کہ اگر ہر سخت لفظ گالی ہوتا ہے تو پھر تمہارا یہ مذہب یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں گالیاں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ "اب کیوں حضرت مولوی صاحب آپ کے نزدیک۔ ان جامع لفظوں سے کوئی گالی باہر رہ گئی ہے۔" (ص۲۹)

قرآن شریف کی نسبت آپ کا اعتقاد ہمارا مذہب کے عنوان سے اس کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۹۶ پر درج ہے۔

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ ان کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔"

تیئیسواں اعتراض۔ قرآن شریف میں انا انزلناہ قریباً من القادیان (ص۷۶ و ۷۷)

الجواب۔ پھر وہی تحریف۔ وہی یہودیت کا نمونہ۔ اس سے پہلی عبارت بھی نقل کرتے۔

"کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان (ص۷۶)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کشفی معاملہ ہے اور صاحب کشف کا اس میں کوئی قصور نہیں اور یہ تعبیر طلب ہے فی الواقعہ موجود نہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں

"کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا (ص۷۷) × × × اور چونکہ موجود نہیں اور بجز اسکے اور کس طرف خیال جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور

لکھا ہوگا۔"

پھر آپ لکھتے ہیں۔

"اور اس کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پاچکے ہیں قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور اس الہامی فقرے کو انکی زبانی قرآن شریف میں پڑھتے سنا۔ تو اس میں یہ بھید مخفی ہے × × × کہ انکے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے۔"

پھر منارۃ المسیح میں جس پیرایہ میں ذکر ہے اس کو خوب کھولا ہے یعنے اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ میں سیر زمانی قادیان کی مسجد اقصیٰ تک بتایا ہے۔

چوبیسواں اعتراض۔ امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں۔ (ازالہ ص۵۱۸ و ص۵۲۵)

الجواب۔ مفتی مکفر صاحب وہاں تو یہ لکھا ہے کہ بخاری ومسلم میں مہدی کا ذکر نہیں۔ پس اگر ہے تو نکال کر دکھاؤ۔ اور اسی بنا پر فرمایا۔

"اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا۔ جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہے ہیں۔"

غرض آپ نے مطلق مہدی کے آنے کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ مہدی کے آنے کو لازم غیر منفک قرار دینے کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ اور دلیل زبردست دی ہے۔

"باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اسکی کے مسیح بن مریم کہنا چاہیئے دنیا میں ظہور کرے اور پھر اسکے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو کیا وہ خود مہدی نہیں کیا وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہدایت پاکر نہیں آیا × ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ لا مہدی الا عیسٰے" (ص۵۱۹)

پھر مطلق مہدی کا اقرار کیا ہے۔

"یوں تو ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں اور ممکن ہے۔ کہ آئندہ بھی آویں اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو۔ لیکن جس طرز سے عوام کے خیال میں ہے اسکا ثبوت نہیں پایا جاتا۔"

غرض آپ نے مہدی کے آنے کو تسلیم کیا۔ صرف عوام الناس کے خیال کو غیر صحیح کہا۔ اگر آپ مہدی کی آمد کے قائل نہ ہوتے تو یہ کیوں فرماتے۔

"جو مجھے مسیح موعود و مہدی مسعود نہیں مانتا۔ وہ میری جماعت سے نہیں" (کشتی نوح)

پچیسواں اعتراض۔ کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔ (ازالہ ص۱۵)

الجواب۔ آپ نے اس سے پہلی عبارت کو حذف کر دیا۔ وہاں یہ لکھا ہے

"حدیثوں میں بکثرت یہ بیان پایا جاتا ہے۔ کہ ان میں گنہگار ہونے کی حالت میں بچھو پائے جائینگے اور سانپ ہونگے اور آگ ہو گی۔ اگر ظاہر پر ہی ان حدیثوں کو حمل کرنا ہے۔ تو ایسی چند قبریں کھود دو۔ اور ان میں سانپ اور بچھو دکھلاؤ۔"

اس سے مطلب آپکا یہ ہے کہ عذاب قبر عالم المثال میں ہوتا ہے۔ اور سانپ اور بچھوؤں سے یہ بچھو یا سانپ مادی مراد نہیں۔ اور یہی مذہب محققین علماء کا ہے۔ چنانچہ عقائد نسفی میں ہے

ای العذاب الذی بعد الموت وقبل الحشر اعم ان یکون فی القبر و فی غیرہ۔ اور عبد الحکیم بر حاشیہ خیالی میں کان العذاب المروح المتعلق بہ لانہ المدرک اللذۃ والالم سواء کان ذلک جسما لطیفا ساریا فیہ علی ما ھو اکثر المتکلمین

(ص۲۲۲ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی)

اگر ایسا تسلیم نہ کیا جائے۔ تو پھر جو ڈوب جاتے ہیں یا جلائے جاتے ہیں انکو سانپ اور بچھو کہاں کھاتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ عالم مثال و برزخ میں جہاں روح مع جسم اعمال کے رکھی جاتی ہے وہیں عذاب ہوتا ہے۔ پس یہ تو حق بات ہے اسپر فتویٰ کفر لگاؤ گے تو اپنے اسلاف پر بھی ساتھ ہی لگاؤ۔ اور (نعوذ باللہ) حضرت نبی کریم اور قرآن شریف کے بھیجنے والے پر بھی۔ کیونکہ ان کا بھی یہی ارشاد ہے۔ پھر میں کہتا ہوں اگر یہی سانپ بچھو مادی دنیا کے مراد ہیں۔ اور یہ انہی قبروں میں یہ عذاب ہوتا ہے تو اول ثابت کرو کہ اسی قبر میں جسم میں روح پڑ کر مردہ زندہ ہوتا ہے

دوم - پھر سانپ بچھو نکال کر دکھلاؤ - اسکا جواب کفر کا فتویٰ نہیں بلکہ مطالبہ کا پورا کرنا - امام غزالی نے اس موضوع پر رسالہ لکھا ہے اور بتایا ہے کہ بعض لوگوں نے مُردہ کی آنکھوں پر پارہ رکھدیا یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا فرشتہ منکر سوال وجواب کے لئے اسی جسم کو اٹھاتا ہے یا نہیں مگر جب قبر کھودی گئی تو پارہ اسی طرح موجود تھا - ثابت ہوا کہ وہ قبر عالم مثال کی ہے اور عذاب وثواب اسی میں ہے حضرت اقدس نے اسکی تشریح اسی ازالہ میں دوسرے مقام پر فرمائی -

"ایسا ہی اس درجہ میں میّت خبیث کے لئے دوزخ کی طرف قبر میں ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے - جس کی راہ سے دوزخ کی ایک جلانے والی بھاپ آتی رہتی ہے - اور اسکے شعلوں سے ہر وقت وہ خبیث روح جلتی رہتی ہے -" (ازالہ ص۳۵۵)

اس عبارت کے پڑھنے کے بعد کوئی خدا ترس نہیں کہہ سکتا کہ آپ عذاب قبر کے منکر ہیں

چھبیسواں اعتراض - جو شخص مجھے نہیں مانتا - وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا - اور باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے وہ مومن کیونکر ٹھہر سکتا ہے -

الجواب - حضرت اقدس کا یہ قول قرآن مجید کی اس آیت کا ترجمہ ہے - ومن اظلم ممن افترے علی اللّٰہ کذبا او کذّب بالصّدق اذ جاءہٗ الیس فی جھنم مثوی للکفرین (اس سے بڑھکر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا اس صداقت کی تکذیب کرے - جو اسکے پاس آئے ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنّم نہیں) پس اگر مرزا صاحب (نعوذ باللہ) مفتری ہیں - تو وہ اظلم ہیں - اگر وہ مفتری نہیں صادق ہیں تو لامحالہ انکے نہ ماننے والے اظلم ہیں - یہ کوئی نیا فتویٰ نہیں - آپ ہی فرمائیے کہ آپ اپنے مزعومہ امام مہدی ومسیح موعود کے منکر کو اور اسے مفتری ٹھہرانے والوں کو کیا کہتے ہیں - جب تمام اہل سنت جماعت کا وہی فتوےٰ ہے جو حضرت مرزا صاحب نے اپنے منکروں کو دیا تو اسپر اعتراض کیسا ہے آپکو شاید اپنے علماء کا فتویٰ بھول گیا ہے جو مسیح ومہدی کے منکر پر دیا ہے - بطور یاد دہانی نقل کرتا ہوں -

۱ - شخص مذکور ضال اور مضل ہے - اور اہلسنت سے خارج (غلام محمد البگوی امام مسجد شاہی)

۲ - بروایت اجماع اہلسنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر ومخالف اہلسنت وجماعت مبتدع وضال ومضل است (عبد الجبار الغزنوی)

۳۔ شخص مذکور مفتری کذاب ضال مضل خارج اہلسنت سے ہے۔ (سید نذیر حسین محدث دہلوی)

پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ میں مسیح موعود کو نبی اللہ ثابت کر چکا ہوں جیسے کہ آپ بھی اپنے مزعومہ مسیح کو مانتے ہیں (اور انبیاء عزل سے امان میں ہیں دیکھو قصیدہ امالی) پس آپ ہی بتائیے کہ نبی اللہ کا منکر کون ہے۔ باقی یہ بھی خود ہی بتلائیے کہ آپ کے مسلمات کے مطابق جو نبی اللہ کو جھوٹا بھی نہ کہے اور بیعت بھی نہ کرے وہ کیا ہوتا ہے؟

متفرق اعتراضات۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ⁘ اس سے بہتر غلام احمد ہے

الجواب۔ آپ فرمائیے۔ کیا آپ نہیں مانتے۔ کہ مسیح کی آمد ثانی پہلی کی نسبت جلالی ارفع اور اعلیٰ ہوگی۔ پہلے مسیح ابن مریم آئے۔ اور یہودیوں نے صلیب پر چڑھانا چاہا۔ چھپ گئے اور آسمان پر چڑھ گئے۔ مگر دوسری بار آکر یہود کو قتل کرینگے۔ تمام جہان کے کفار اما السیف اما الاسلام سنائینگے۔ جو کام خاتم النبیین نے نہیں کیا۔ وہ کر دکھائینگے۔ یعنی تمام دنیا کو مسلمان۔ آپ کے دم سے کافر مرتے جائینگے۔ اب کہو آخری زمانہ کا مسیح پہلے مسیح سے افضل ہوا یا نہیں۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ آپ جس کو مانتے ہیں اُنکی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ پہلے سے افضل ہے۔

(ب) یہود نے عیسیٰ کے بارے میں قوی اعتراض کئے ہیں کہ ہم جواب دینے سے حیران ہیں۔ بغیر اسکے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے۔

الجواب۔ اس میں تو قرآن کریم کی شان کا اظہار ہے اس میں کیا شک ہے کہ تمام انبیاء کی نبوت قرآن کریم نے آکر ثابت کی ہے اور یہی ثبوت ہمارے پاس ہے۔ اگر آپ قرآن مجید سے الگ ہو کر نبوت ثابت کر سکتے ہیں تو بسم اللہ کیجئے اور یہود کے اعتراضات کا تحقیقی جواب دیجئے وا

الحمد للہ کہ یہ مضمون ختم ہوا جو صاحب اسکی اشاعت دیہات و امصار میں مفید سمجھیں اور اس فتوے کی تردید کرنی چاہیں جسے وہ بدہ شائع کر کے غلط فہمی پھیلائی گئی ہے یا پھیلائی جاتی ہے۔ وہ مہربانی کر کے اسکی متعدد کاپیاں ۲۰ فی جلد کے حساب سے منگوا کر (علاوہ محصولڈاک فی رسالہ ۔) تقسیم کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اور ایڈیٹران اخبارات یہ مضمون پڑھ لیں کیونکہ وہ اکثر ہماری نسبت غلط افواہیں شائع کر دیتے ہیں۔

مینیجر تشحیذ قادیان

ریویو

اسوۂ حسنہ | یہ رسالہ اس بات میں امتیاز رکھتا ہے کہ نہایت گنجان تحریر ہے اور بین السطور بہت ہی کم تشحیذ کے صفحے کے برابر صفحہ ہے اور بہر ۲۰ سطریں باوجود اسکے چھپوائی نہایت اعلیٰ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہے کاغذ بھی اچھا ہے مضامین نہ صرف بلحاظ زبان بلکہ باعتبار مطالب مفید۔ پہلے ایک دو رسالوں سے مجھے رنگ تشیع غالب ہونیکا گمان ہوا تھا۔ اب نہیں۔ نامور اہل قلم کے مضامین بہم پہنچانے کے لئے بعض اوقات انکی مصنفہ کتب سے اقتباس مجھے پسند نہیں اسی طرح بعض ثقات رسول اللہ صلعم کے متعلق ایسی روایات دیکھی گئی ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں دیا جاسکتا مثلاً مولوی محمد عظیم حسین صاحب کے مضمون میں یہ روایت ہے کہ رسول خدا نے کسی سے وعدہ کر لیا کہ میں یہاں ٹھہرونگا وہ شخص بھول گیا آپ اسکے انتظار میں دوسرے دن تک وہیں ٹھہرے رہے کیا رسول اللہ صلعم پر کوئی نماز فرض نہ تھی کیا دیگر حوائج متعلقہ و فرائض مفوضہ نہ تھے صحابہ رض نے اپنے مطاع کو تلاش نہ کیا مدینہ یا مکہ کی گلیوں میں قیامت برپا نہ ہو گئی۔ میرے خیال میں وفائے عہد کے متعلق اس سے زیادہ موثر صحیح مثالیں نبی کریم صلعم کی زندگی میں مل سکتی ہیں مثلاً لیلۃ العقبہ والا وعدہ کہ میں بہرحال اب مدینہ منورہ ہی میں ہونگا۔ پھر مکہ فتح بھی ہو گیا تو بھی آپ اپنے وطن میں نہیں رہے پھر یہ کہ صلح حدیبیہ کے بعد عمرۃ القضا کے لئے آپ تشریف لائے اور باوجود طاقت اور جمعیت اور مرکز پر تسلط پانے کے آپ اپنے مواعید پر قائم رہے اور مکہ والوں سے کچھ تعرض نہ کیا وغیرہ ذالک پھر وفائے عہد ہمارے نقطہ خیال سے نہیں بلکہ ابوسفیان بحالت مخالفت یہ شہادت ہرقل عظیم روم کے سامنے دینے پر مجبور ہوتا ہے کہ آپ وعدے کے بڑے پکے ہیں۔ ایڈیٹر و نامہ نگار ہیں نورالدین تاجر چرم۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کو اپنے مضامین کے ذریعے شائع کرنے میں بہت پرجوش ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یوں تو تمام احمدی اس بات کو محسوس کرتے ہونگے مگر میں خصوصیت سے اسلئے اس بارے میں دلچسپی رکھتا ہوں کہ اکثر ڈائری اور درس قرآن شریف کے نوٹ میرے ہی لکھے ہوئے ہیں نظم کا حصہ اس سے زیادہ دلکش ہو سکتا تھا اسلام کا عہد و میثاق کچھ ایسا اثر انداز نہیں اس سے زیادہ اچھی مثالیں مل سکتی ہیں۔ اس نظم میں صُلح کو صُلُح دو بار لکھا گیا ہے ایک اور مصرع میں غالباً اسی نظم میں یا کسی دوسری نظم میں ع تقطیع سے گرتا ہے۔ محمد انور ہاشمی ایسے فاضل ادیب تو ایسی باتوں کا مجھ سے زیادہ خیال رکھ سکتے ہیں کچھ اور بھی لکھتا مگر مزاج یار نازک چندہ سالانہ عہ قسم اول ۶؍ مقام اشاعت میرٹھ

افادہ آگرہ | اس رسالہ پر میں ریویو کر چکا ہوں دلچسپ ہے توجہ سے پڑھتا ہوں اسکے فاضل ایڈیٹر شبلی نعمانی کی

وفات پر کچھ لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"گو اس دعا کی انکو حاجت نہیں مگر تاہم بحسب عادت اور بربنا دلی آرزو کے یہ التجا جناب باریتعالے سے ہے کہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرماوے۔"

نہیں سمجھ سکتا کہ نواب حاجی محمد اسماعیل صاحب ایسے فرزانۂ روزگار کیونکر دعائے مغفرت سے شبلی نعمانی کو غیر حاجتمند ٹھہراتے ہیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نجات محض فضل ربی پر بتاتے ہیں اور ہم انکے مدارج کی ترقی کے لئے بھی ہر روز پانچوں نمازوں میں درود پڑھتے ہیں اور اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان پر اپنی رحمت کاملہ اور سلامتی بھیج۔ پھر میں تو اہل جنت کو جنت میں داخل ہونیکے بعد بھی یہ دعا پڑھتے سنتا ہوں ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا امید ہے حاجی صاحب مکرم معظم اس فقرے پر نظر ثانی فرمائینگے حنفیوں کے نزدیک تو کسی کے بارے میں سوا عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونیکا جزم نہیں شبلی نعمانی کیسے مستثنیٰ ہو گئے۔

علمی جنتری کانپور سید محمد عبد اللہ صاحب علم یہ جنتری ہر سال شائع کرتے ہیں ٹائٹل پیج بہت خوبصورت ہے علاوہ تواریخ اور سیاروں کی چال کے چند اور مفید اور دلچسپ مضامین ہیں جن میں قریب سلاطین و مشاہیر کی تصاویر ہیں اس جنتری میں سب سے بڑا ظلم اور دکھ دینے والا امر یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی نسبت نہایت غلط انفرمیشن دی گئی ہے مثلاً لکھا ہے کہ ان میں سے ایک گروہ لاالہ الا اللہ احمد ولی (نبی) اللہ پڑھتا ہے اور یہ کہ مولوی نور الدین صاحب کی استقامت میں فرق آگیا لاحول ولاقوۃ کوئی گروہ جماعت احمدیہ میں ایسا نہیں ایک یا دو فرد ہوں تو نہیں جماعت سے کوئی نہیں سمجھتا۔ پھر مرزا نصیر الدین خلیفہ خدا جانے کسکا نام ہے اور یہاں محمود خلیفہ نہیں خدا جانے یہ کس چیز کا نام ہے۔ علمی جنتری کے مؤلف اور کل اہالیان ہندوستان کو معلوم رہنا چاہئے کہ ہم کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اور شریعت محمدیہ میں ایک شوشہ کے نسخ کے بھی قائل نہیں حضرت مسیح موعود پر ہماری جماعت کا ایمان ہے کہ وہ خدا کے فرستادہ ہیں آپکے بعد سلسلہ خلفاء کے مولنا نور الدین رضی اللہ عنہ کی وفات تک سب قائل تھے۔ اب چند لوگ البتہ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو حضرت اقدس کے ظلی نبی ہونے کے کچھ اور معنے صرف ملہم من اللہ کے کرتے ہیں اور خلیفے کے معنے یہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص غیر احمدیوں کو سلسلہ میں داخل کر سکے مگر ایسے لوگ جماعت میں نہیں جو ایک زندہ امام کے ماتحت ہوتی ہے

رحمانی جنتری یہ جنتری بھی اسی طرز کی ہے جیسی علمی جنتری اس میں بھی مفید مضمون ہیں اور دلچسپ اور مذکورہ بالا پتہ پر مل سکتی ہے۔ کانپور مقام اشاعت

بڑی جنتری یہ وہ اعلیٰ و نفیس کاغذ پر چھپنے والی جنتری ہے جو محمد رحمت اللہ رعد کانپور سے شائع کرتے

کرتے ہیں اس میں علاوہ تواریخ وسنین کے تاریخ افغانستان بھی ہے جسے اس نمبر میں ختم کر دیا گیا ہے۔ امیر دوست محمد خان ۔ امیر شیر علی خان ۔ امیر عبد الرحمن خان کے حالات اور تصاویر قابل دید ہیں اسکے علاوہ علم قیافہ و اسلحہ پر مضمون ہے۔ ان تینوں جنتریوں میں بلحاظ سنین و شہور یہ نقص ہے کہ بکرمی سنہ پنجاب کے شمار کے مطابق نہیں اور یہاں علی العموم کام نہیں دیتا قیمت اعلیٰ قسم عہ

مشہور عالم جنتری یہ جنتری ایک لاکھ تعداد میں پنڈت گردہاری لعل لاہور سے شائع کرتے ہیں اس میں جوتش قیافہ و نجوم کے متعلق بہت مفید انفرمیشن ہے اور انگریزی ہجری بکرمی تاریخیں اہل پنجاب کے کام آنے والی طرز میں لکھی گئی ہیں۔

قدسیہ جنتری یہ اسلامی جنتری ہے جو مولوی بقا حسین فلکی علیگڈھ سے ملتی ہے اس میں ہجری تاریخ پہلے دی ہے اور ہر تاریخ کے سامنے مشہور اسلامی واقعات لکھے ہیں پہلے صفحات میں اسلام کے عالمگیر ہونیکے متعلق ایک حسابی پیشگوئی ہے زمانہ نبوۃ (۲۳ سال) کے مقابل ایک ایک صدی رکھی ہے اور چودھویں صدی کو خاص ترقی کے لئے خاص کیا ہے

وفات نامہ حضرت نور الدین یہ پنجابی اشعار الہ داد خان نمبردار موضع محلانوالہ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر نے لکھے ہیں جس میں خلیفہ اول کی وفات اور اسکے بعد حالات درج ہیں قیمت ۔ قابل دید اور مفید

معین المبلغین منشی احمد حسین صاحب احمدی فرید آبادی نے یہ نہایت ہی مفید رسالہ لکھا ہے اس میں پہلے تو نہایت عمدگی سے وہ ضروری باتیں جمع کر دی ہیں جن پر مبلغین کو بولنا چاہیئے یہ سب باتیں سلسلہ احمدیہ کے اصول کا مجموعہ ہیں پھر چند ہدایات متعلق تبلیغ ہیں پھر حضرت مسیح ابن مریم کی وفات کے دلائل مختصر جامعیت کے ساتھ ایسے طریق میں دئے ہیں کہ ایک کم فرصت سے کم فرصت تھوڑی دیر میں پڑھ سکے اور بدون متاثر ہونے کے نہ رہے پھر حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو نہایت عمدہ ترتیب سے سمجھایا ہے اور دراصل مبلغ کو صرف اشارات دئے ہیں گو ان مضامین کو اس ترتیب و ترکیب سے اپنے طرز پر پیش کرے غرض ۳۲ صفحے میں بہت کچھ بھر دیا ہے۔ قیمت ۱؍ احمدیہ کمیشن ایجنسی کمرہ بنگش دہلی

خلافت محمود و مصلح موعود رسالہ المصلح الموعود کا مکمل و مفصل مدلل جواب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق نے نہایت عام فہم طرز میں دیا ہے میر صاحب موصوف کو مکذبان پیشگوئیہا حضرت مسیح موعود کے جواب کا خاص ملکہ و خاص تجربہ ہے اسلئے احباب اس کتاب کو پڑھکر جسکے اخیر میں مصلح موعود کے متعلق تمام اشتہارات و تحریرات حضرت مسیح موعود جمع کر دیگئی ہیں نہایت خوش ہونگے مخالفین پر اتمام حجت اور انہیں ساکت کرنے کے لئے یہ کتاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن



سنہ ۱۹۱۵ء کی کانوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے۔ جنتری بذریعہ ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کردیجائیگی۔

تندرستی کی گفتگو

اپنی اپنی صحت کو درست رکھنے کے لئے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں۔ اور اپنی من مانی جس کو جیسی سوجھتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں دولتمند گھی۔ دودھ۔ میوہ وغیرہ کھاتے ہیں۔ اور قیمتی دوا کی تلاش کرتے ہیں۔ غریب کم خرچ جڑی۔ بوٹی اور چٹکلے کے کھوج میں رہتے ہیں۔ اس جاڑے کے موسم میں ایسے مقویات کا کھانا بھی نہایت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے اس فکر اور دقت کو دور کرنے کی نہایت ہی آسان ترکیب ہے جس میں نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور نہ اسقدر لیاقت سے باہر خرچ ہے وہ **ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی باہ کی گولیاں** ہیں۔ آپ بھی آزمائش کر کے دیکھئے یہ بھوک کو بڑھاتی ہیں۔ اور خون کو نیا پیدا کرتی ہیں جوانی کی بے اعتدالیوں کیوجہ جو خرابی ہو اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو۔ یہ سب شکایتیں دور کر کے نیا خون اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں۔

اگر آپ آزمائش کرنا چاہیں تو

تو ایک لفافے کے اندر دو پیسے کا ٹکٹ اور دس شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام و پورا پتہ لکھکر ساتھ ہی اس اشتہار کو بھیجدیں۔ **نمونہ مفت** بذریعہ ڈاک کے بھیجدیا جاویگا قیمت ۳۰ گولیوں کی ایک شیشی عہ محصولڈاک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ